

Vol. II
No. 14



Monday,
6th September, 1954

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES Official Report

PART II—PROCEEDINGS OTHER THAN QUESTIONS AND ANSWERS

CONTENTS

	PAGE
L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954— 2nd reading concluded	655-698
L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and Pressing Factories (Hyderabad Amendment) Bill, 1954— 1st reading not concluded	698-706
Announcements by the Chair	707

Note.—*at the commencement of the speech denotes confirmation not received.

1 2

THE HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

Monday, the 6th September, 1954

The House met at Half Past Two of the Clock

[MR. SPEAKER IN THE CHAIR]

QUESTIONS AND ANSWERS

(See Part I)

L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954.

श्री. माधवराव घोनसीकर (अदगीर-जनरल):—अध्यक्ष महोदय, जेलखाने के संबंध में जो मसविदा हाबुस के सामने पेश हुआ है उसके बारे में उस तरफ के आनरेबल मेंबरों ने जो अंतराजात पेश किये हैं उनसे वास्तव में ऐसा मालूम होता है कि अन्होंने जिस मसविदे को अच्छी तरह से नहीं पढ़ा है। अन्सानियत के नाम पर गुनहगारों को सहूलतें मुहैया करके वे मेहमानदारी

[Shri Anna Rao Ganmukhi (Chairman) in the Chair]

पैदा करना चाहते हैं। न मालूम आनेवाले जमाने को वे किस तरफ ले जाना चाहते हैं। जिस मसविदे को पूरी तरह पढ़ने के बाद मालूम होगा कि अन्सानियत के खिलाफ से दूर कैदियों के साथ कोअी सुलूक किया जायेगा अैसी कोअी बात जिसके अंदर नमूद नहीं की गयी है। अलबत्ता अेक चीज है जो ताजियाने की सजा के संबंध में कही जा सकती है। लेकिन उसके बारे में अिअर के मेंबरों ने भी अंतराज किया है और गवर्नमेंट से अिस्तदुआ की है कि उसको अिसमें से हजफ किया जाय। मैं भी अेक जमाने में परभनी जेल के अंदर रह चुका हूं। वहां मैंने अनुभव किया है कि अेक कैदी को १२ ताजियाने की सजा दी गयी थी। दूसरे दिन चार बजे उसको ताजियाने मारे जानेवाले थे। उसने पहले वहां के तमाम अफसरों और लोगों से यह दरखास्त की थी कि मुझे दो साल की सजा दीजिये लेकिन यह ताजियाने न मारे जायें। अिससे मालूम होता है कि अिस सजा से अिन्सान कितना घबरा जाता है। १९२७ में सत्याग्रह के सिलसिले में कुछ सियासी कैदियों को भी ताजियाने लगाए वक्त मैंने खुद अपनी आंखों से देखा है। जिसको ताजियाने मारे जाते थे वह दो बेत खाते ही होश में नहीं रहता था। तीन कैदियों को जिनमें से मैं भी अेक था, मैंने देखा कि बेत मारते ही वे बेहोश हो जाते थे। मैं मूव्हर आफ दि बिल से कहूंगा कि अिस सजा को अिसके अंदर से निकाल दिया जाय। मुमकिन है कि मूव्हर आफ दि बिल अिस पर गौर करेंगे और अिसको निकाल देंगे। अिसके सिवा जो अंतराज अपोजिशन की तरफ से अुठाये गये हैं मैं समझता हूं कि वे महज अंतराज के लिये अंतराज हैं। अेक सदस्य ने तो मजाक की बात कही। जेल के अंदर जो लोग कानून की खिलाफ वर्जी करते हैं अुनके लिये यहां सजाअें रखी गयी हैं। अिस सिलसिले में वहां के कैदियों को जो सजाअें देनेवाले हैं वे वहीं के ओहदेदार होते हैं जो जुल्म करते हैं। अुन्हीं के हाथ में ये अधिकार दिये जायें तो वे गजब

دینگے۔ آانرےبل ممبرنے سناایا کی اسکے لیے وہیں کے کیدیوں کی اےک پنچایت مکرر کی جای اور اسکے سپرد اذیکار کیے جایے کی کونسی سجا کیس وکت دی جانی چاہیے۔ یہ تو اےک مچاک سا ہو گیا۔ اسکا मतलब یہ ہو گیا کی کیدخانے میں کسی کی نینگرانی کی جکرات نہیں ہے، اوہدداروں کی جکرات نہیں ہے، رولس کی جکرات نہیں ہے اور ڈیسپلین کی بھی جکرات نہیں ہے۔ جو لوگ جرم کرکے پہلے سے وہاں جاکر بٹے ہیں اےسے لوگوں کے ہاٹھ میں سجا کا تاسفیا کرنے کے اذیکار دیے جایے تو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیس ترہ کا انصاف کرے گے اسکو سونچا جا سکتا ہے اور اس ترہ سے انکے ہاٹھ میں اذیکار دینا بھی کیس ترہ واجبی ہو سکتا ہے، یہ بھی اےک سوال ہے۔ گنیमत समझना چاہیے کی جو لوگ باہر راکر چوری کرتے ہیں وہ پکڈے جانے پر انکو بھی سجا دینے کے لیے یہ نہیں سناایا گیا کی جیتنے اےسے لوگ چوری یا ڈکیتی کرنےوالے باہر کے ہیں انکی اےک پنچایت مکرر کی جای اور انکے سامنے اےسی چیजेں فیسلے کے لیے رکھی جایےں۔ جہاں تک کیدیوں کو انصاف بنانے کا سوال ہے وہاں تک ہم دونوں تراف کے ممبران متفیک ہیں، لےکین جو شمس سماج میں اےک ناگریک کی ہئسیت سے نہ راکھے ہوئے سماج کو درہم-برہم کر دتا ہے اسکو انصاف بنانے کے لیے سیفا بنانا جکری ہو جاتا ہے اور جس ہد تک اسکا گناہ ہے اس ہد تک اسکو سجا بھی دینا لاجبی ہو جاتا ہے۔ انصاف کے ناٹے اسکے ساتھ بھی سلوک کرنا چاہیے یہ سہی ہے۔ لےکین جو انصافیت سے بہت نیچے گیر گیا ہے اور انصافیت کی पर्واہ بھی نہیں کرتا، اسکو سیچے راستے پر لانے کے لیے سام، دام، دंड और बेट کا اُپयोग کرنا جکری ہو جاتا ہے۔ اسلیے جیل کی ڈیسپلین کی खिलाफवर्जी کرنےوالوں کے لیے جو سجااں جہاں رکھی گئی ہیں وہ تو بہت ہی سہلوت کی سجااں رکھی گئی ہیں اےسا میں समझता हूں۔ تاجیانے کی اےک ہی اےسی سکت سجا ہے جسکو ہم دونوں تراف کے لوگ نکالنے کی کوشیش کرے گے۔ لےکین جیل کے اندر ہمیں کسی ہالٹ میں ڈیسپلین رکھنا چاہیے اور جو لوگ انکی खिलाफवर्जी کرے گے انکو یہ سجااں بھगतनी پڈے گی۔ اور انکو انصاف بنکر باہر آنا چاہیے۔ ان چंद अलफाज کے ساتھ میں اپنی तकरी खतम کرتا हूں۔

شری آرٹلہ - راجندر ریڈی (رامائن پیٹھ) :- مسٹر اسپیکر سر میں پرنس بل کے بارے میں تلنگی زبان میں بولنا چاہتا تھا لیکن ایوان کے بعض ارکان خاص طور پر ممبر انچارج آف دی بل میری زبان کو نہیں جانتے اسلئے میں اردو زبان میں بولوں گا۔ میں پہلی مرتبہ اسمبلی فلور پر اردو میں بول رہا ہوں اسلئے زبان کو نہ دیکھیں بلکہ میرے خیالات پر غور فرمائیں۔ اس پرنس بل کو پیش کرتے ہوئے ممبر انچارج آف دی بل نے اس کی بہت تعریف کی اور ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک بہت پروگریسو بل ہے اور اس سے قیدیوں کو بہت سی سہولتیں ملنے والی ہیں۔ مگر یہ بل فی الحقیقت ایسا نہیں ہے۔ اس بل پر تائید اور مخالفت میں کہتے ہوئے ٹریژری بنچس اور اپوزیشن پارٹیز کی طرف سے آنریبل ممبر نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ لیکن میں سب سے پہلے ممبر انچارج آف دی بل سے بوجھنا چاہتا ہوں کہ اس بل کی تیاری کے وقت وہ کونسی بنیادیں تھیں جو ان کے سامنے تھیں۔ ان کا نقطہ نظر کیا تھا۔ آیا یہ ایک اورینٹل بل ہے یا پہلے سے جو بل تھا اس کی ہو ہو لفظ بلفظ نقل کر کے اس کو ایوان کے سامنے رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سنٹرل پرنس ایکٹ کی پوری پوری نقل ہے۔ یہ سنٹرل ایکٹ ہمارے باپ دادا کے زمانے کا ہے۔

یہ اوس وقت کا ہے جب کہ گورے حکمرانوں کی حکومت تھی۔ یہ بل مٹھی بھر سامراجیوں نے ہماری جنگ آزادی کی تحریک کو دبائے کے لئے بنایا تھا۔ انگریزوں کے جوئے چاٹنے والے غلامی ذہنیت رکھنے والوں سے تیار کردہ بل کو پیش کر کے ہمارے ممبر انچارج آف دی بل بڑی شان اور فخر کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک پروگریسیو بل ہے۔ میں اس کے خلاف کئی گھنٹے تک کہہ سکتا ہوں لیکن اب زیادہ زیادہ وقت نہ ہونے کی وجہ سے اس بل میں جو اہم کلازس ہیں ان پر ہی کچھ کہوں گا۔ اس میں کل ۶۱ کلازس ہیں لیکن ایک کلاز بیبی مجھے ایسا نظر نہیں آیا جس سے جیل کے قیدیوں کو سہولتیں بہم پہنچتی ہوں۔ اس بل کو پیش کر کے ممبر انچارج آف دی بل ممبرس کو دھوکے میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن اس ایوان میں کم از کم ۶۰۔۷۰ فیصد ایسے ممبرس ہیں جو گزشتہ جنگ آزادی میں حصہ لیکر جیل کی ہوا کھا چکے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ممبر انچارج آف دی بل دھوکہ نہیں دے سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رضا کار پیرڈ میں ٹرینری بنچس کے ممبرس بھی جیل میں گئے۔ انہیں اوس زمانہ میں جیل کی سختیوں کا تجربہ ہوا ہوگا جیل کے ظلم کے خلاف انہوں نے بھوک ہڑتال کی ہوگی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان سختیوں کے خلاف کانگریس کے بریسیڈنٹ سوامی رامانند تیرتھ نے ایک ۳۲ نکاتی میمورنڈم حکومت کو پیش کیا تھا۔ اگر ممبر انچارج آف دی بل نے اب تک اس کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو کم از کم اب مطالعہ کریں اور اون مطالبات کا لحاظ کریں۔ کیونکہ اس بل میں غلامانہ ذہنیت نظر آتی ہے۔ آپ نے اقتدار کی کرسی حاصل کرنے سے پہلے جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہوئے جیلوں میں کیا کہا تھا اس کو نہ بھلائیے۔ ورنہ آپ اور ہم جیلوں میں جا کر اس بل کو قیدیوں کے سامنے رکھیں گے اور ان کی رائے حاصل کریں گے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آپ ۲۰ فیصد قیدیوں کو بھی اس بل سے کنونس (Convince) کر سکیں گے۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس سے کوئی نئی سہولتیں نہیں پہنچ رہی ہیں۔ میں اس وقت ایوان میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ سنی سنائی باتیں نہیں ہیں۔ میں ایسا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ گزشتہ ۱۵ سالہ سیاسی زندگی جس میں سے ساڑھے تین سال جیل میں گزرے ہیں اس کا تجربہ ہے۔ اعلیٰ حضرت بندگانعالی کے دور میں جب نواب چھتاری کی حکومت تھی میں جیل کا مزہ چکھا ہوں۔ ملٹری گورنر کی حکومت میں کانسنٹریشن کیمپ (Concentration camp) کی کیسی زندگی ہوتی تھی اس کا بھی مزہ مجھے معلوم ہے۔ ولوڈی حکومت میں جب کہ کانگریس کے چار وزرا تھے اس وقت کی جیل کا بھی تجربہ رکھتا ہوں۔ آج کل کے جمہوری جلیوں میں کیا کیا سختیاں کی جاتی ہیں میں اس سے بخوبی واقف ہوں۔ اس لئے اس اسمبلی کے فلور سے بولتے ہوئے میں آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کی توجہ میں بعض چیزیں خاص طور پر لانا چاہتا ہوں۔ میں کہوں گا کہ سر سالار جنگ کے دور سے آج تک جیل مینوئل (Jail Manual) اب تک بنائے گئے ہیں ان کو دیکھئے۔ رضا کار دور میں جو جیل مینول تھا اس کو دیکھئے۔ اس کے لحاظ سے بھی مہینے میں زیر دریافت قیدی کو چار مرتبہ ملاقات کا موقع دیا جاتا تھا اور سزا یاب کو بھی ایک مرتبہ ملاقات کا موقع دیا جاتا تھا۔

نواب چھتاری کے زمانہ میں لائق علی حکومت کے زمانہ میں رضا کاروں کے دور میں بھی ایسی پابندی سختیاں نہیں تھی۔ اس وقت کے جیل مینویل پر اس کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ جیل رولس کون بناتے ہیں۔ مسٹر بھونانی یا انکی جگہ میں جو کوئی عہدہ دار آتے تو تیار کر کے جب اس کو راج پر مکہ کے پاس بھیجتے ہیں تو دستخط ہو کر آتی ہے۔ اس لئے اس بل میں مہینے میں کتنی مرتبہ ملاقات ہو سکتی ہے اس کا رکھا جانا نہایت ضروری ہے۔ ابھی جیسا کہ میں نے عرض کیا جب میں نواب چھتاری یا لائق علی کے زمانہ میں بھی ساڑھے تین سال جیل میں تھا تو اوس وقت بھی ایسی کوئی پابندی نہ تھی۔ اب یہ حال ہے کہ کوئی مجرم اپنے عزیزوں اور قرابتداروں سے ڈفنس (Defence) کے سلسلہ میں بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے تو ہوم منسٹر صاحب کو درخواست دینی پڑتی ہے ہوم منسٹر صاحب کبھی اجازت دیتے ہیں اور کبھی نہیں دیتے۔ اوس زمانہ میں انڈر ٹرائل (Under-trial) قیدی سے ہفتہ میں چار مرتبہ ملاقات کرنے کی اجازت تھی۔ اب اس بل کے لحاظ سے سی۔ آئی۔ ڈی آفیسر کی موجودگی میں ملاقات کرنا پڑیگا۔ جو انڈر ٹرائل قیدی ہوتے ہیں انہیں اپنے مقدموں کی پیروی اور شہادت کے بارے میں جو کچھ باتیں معلوم کرنی ہوں، وہ آزادی سے معلوم نہیں کر سکتے۔ آج کے حکمران جانتے ہیں کہ جب وہ رضا کار زمانہ میں جیلوں میں تھے تو اون سے ان کی مائیں، بہنیں، بیویاں ملاقات کر سکتی تھیں۔ کیا اس وقت بھی انکے سامنے سی۔ آئی۔ ڈی آفیسر رہتا تھا۔ لیکن اس بل کے ذریعہ ان دونوں کے درمیان ایک آہنی پردہ رہتا ہے۔ میں آج ٹریژری بنچز پر بیٹھنے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب ان سے ان کی بیویاں، مائیں، بہنیں ملنے آتی تھیں تو کیا اوس وقت بھی آہنی پردہ رہا کرتا تھا۔ اس طرح آج جمہوریت کا دعویٰ کرنے کے باوجود بھی ایک غلامانہ ذہنیت سے اس طرح کام کیا جاتا ہے جس طرح کی رضا کار حکومت بھی جرات نہیں کر سکتی تھی جس چیز کے خلاف اوس زمانے میں آپ ہی نے جدو جہد کی بھی آج جمہوری حکومت آنے کے بعد اسی چیز کو راج کیا جا رہا ہے۔ اس بل کے تحت قیدی کے ہاتھوں میں ہتکڑیاں اور پاؤں میں اڑدنڈے ڈالے جا سکتے ہیں۔ وقت واحد میں دو سزائیں دی جا سکتی ہیں جس کے بعد قیدی دو قدم بھی نہیں چل سکتا۔ میں یور میں بھونانی جیل میں اس طرح تین مہینے رہا ہوں۔ پھر تنہائی کی سزا بھی دی جاتی ہے۔ اس وقت آنریبل ممبر لکشمی نرسہوان ریڈی اور شری گرو ریڈی بھی وہاں تھے ان سے بات کرنے کی تک اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ اس بل میں گورے حکمرانوں کے بنائے ہوئے قوانین کی طرح ٹکٹکی کی سزا بھی رکھی جاتی ہے۔ ایک آنریبل ممبر جو اوس سائیڈ کے ہیں اور غالباً انہیں اس سزا کا تجربہ ہے انہوں نے اس کو اڑانے کے لئے کہا۔ رضا کار زمانہ میں پوشیا نامی ایک قیدی کو ٹکٹکی کی سزا دی گئی تھی جس کی تکلیف سے وہ مر گیا تھا اس پر سوامی رامانند تیرتھ اور ان کے ساتھ اس وقت اس محبس میں رہنے والے ۱۰۰ ساتھیوں نے حکومت کے اس عمل کے خلاف ہڑتال کی تھی اور میمورنڈم پیش کیا تھا۔ آج وہی پارٹی کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد قانون میں اسی قسم کی سزاؤں کی تجویز کرتی ہے۔ اگر یہ عمل رہے تو ایوان اس کو ہرگز قبول نہ کریگا۔ عوام اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔

اس بل کے تحت سنگل گنج - ڈبل گنج - سالیٹری سیل (Solitary cell) کی سزائیں بھی رکھی گئی ہیں - سنٹرل جیل یہاں زیادہ دور نہیں ہے وہاں جا کر دیکھ سکتے ہیں - ڈبل گنج میں اس بات کا تک پتہ نہیں چلتا کہ سورج کب طلوع ہوا اور کب غروب ہوا - اسی میں کھانا کھانا - اسی میں سونا - اسی میں پاخانہ کرنا - اسی میں پیشاب کرنا - میں اس قسم کے گنج میں دو سال زندگی گزارا ہوں -

ہمارے باپ دادا کے زمانہ سے حیدرآباد کی حکومت نے آج تک کبھی پنل ڈائیٹ (Penal diet) کی سزا نہیں دی تھی - لیکن اس سزا کو مسٹر بھونانی سندھ جیل سے اپنے ساتھ لائے ہیں - اس کے تحت چار دن تک مہتمم جیل اپنی خاص غذا قیدی کو دے سکتا ہے جس میں کیا کیا شریک ہوتا ہے کسی کو علم نہیں ہوتا - محض ڈسپلن کے خلاف چلنے کا عذر لنگ کر کے قیدی کو یہ سزا دی جاتی ہے -

ایک اور سزا کمبل اور تھیلوں کا بنایا ہوا لباس قیدی کو پہنانا ہے جو اس بل میں رکھا گیا ہے - روٹی کے کپڑوں کی بجائے کمبل اور تھیلے کا لباس - یہ کسی قدر تکلیف دہ سزا ہے - اس ۶۱ کلازس کے بل میں نے یہ کہیں نہیں دیکھا کہ جیل کے معاملوں سے متعلق آفیشیلس اور نان آفیشیلس کی کوئی کمیٹی رکھنے کی گنجائش رکھی گئی ہے - حیدرآباد اسٹیٹ میں ۱۷ - ۱۸ جیل ہیں - ہر جیل کے لئے آفیشیلس اور نان آفیشیلس کی ایک اڈوائیزی کمیٹی ہوتی ہے لیکن اس میں کہیں بھی اپوزیشن پارٹی کے ۷۵ - ۷۷ ممبرس میں سے کسی کو بھی نہیں لیا گیا - میں امید کر رہا تھا کہ جب اس بارے میں علحدہ بل ہی آرہا ہے تو اس میں اس کی گنجائش رہے گی - لیکن یہاں کچھ بھی نہیں ہے - ہمارے متعلقہ صوبجات مدراس ، آندھرا میں اس کی گنجائش ہے - اور وہاں جس کانسٹی ٹیونس میں جیل ہوتی ہے اس کانسٹی ٹیونس کے رکن جس وقت چاہیں اس جیل کا معائنہ کرسکتے ہیں - اور جیل کے مشکلات کو حکومت کے سامنے پیش کرسکتے ہیں اس کو بھی آئریبل ممبر انچارج آف دی بل نے یہاں ملحوظ نہیں رکھا ہے

مسٹر چیرمن :- کلاز (۲۰) میں رول میکنگ پاور کے تحت یہ چیز آتی ہے -

شری اے - راجندرہ ریڈی :- یہ پاور تو ہے لیکن رولس ایسے بنائے جاتے ہیں جو کسی طرح مناسب نہیں ہوتے - اس میں لکشمی نواس گنیروال پنالال پٹی جو عوام کے نمائندے نہیں ہیں رکھے جاتے ہیں - حالانکہ لکشمی نواس گنیروال جس کانسٹی ٹیونس رامائن پیٹھ سے منتخب ہو کر آئے تھے وہاں سے ہٹا دئے گئے لیکن کمیٹی میں ان کی رکنیت برقرار ہے حالانکہ ان کی جگہ جو رکن منتخب ہو کر آئے ہیں انہیں کمیٹی میں لیا جانا چاہئے تھا - رولس اس طرح کے بنتے ہیں کہ اس میں من مانے اپنے سر ہلانے والے و گلے والوں کو اپنے پٹھوؤں کو کمیٹی میں لینے کی گنجائش رہے - اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ بل ہی میں اس کا تذکرہ کر کے واضح کر دیا جانا ضروری ہے -

قیدیوں کو جو غذا دی جاتی ہے اس کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ وہ غذا

انتہائی ناقص ہوتی ہے۔ جیل مینوں کے لحاظ سے انہیں جو راشن ملنا چاہئے وہ نہیں ملتا قریب قریب آدھا راشن ہڑپ کر لیا جاتا ہے۔ میں بتلا سکتا ہوں کہ اس میں کون کون حصہ دار ہوتے ہیں لیکن یہ فلور آف دی ہاؤس پر بولنے کی باتیں نہیں ہیں۔ چاول۔ نمک۔ مرچ۔ تیل یہ سب مار لیا جاتا ہے۔ اور جو چیزیں بچ رہتی ہیں ان سے ناقص روٹیاں پکا کر دی جاتی ہیں۔

جیل میں جو باغیچے ہوتے ہیں وہاں قیمتی ترکاری آلو۔ اروی۔ گوبھی۔ پیدا کی جاتی ہے۔ لیکن یہ جاتی کہاں ہے؟ جیل سپرنٹنڈنٹ یا جیل آفیسر کے مکانوں میں۔ اور قیدیوں کو گوبھی کے پتے کھلائے جاتے ہیں۔ میں یہ سب باتیں اپنے تجربہ کے لحاظ سے بول رہا ہوں۔ اور مختلف جیلوں کا یہی حال ہے۔

کپڑوں کے بارے میں اس بل میں کوئی بات طے نہیں کی گئی ہے۔ اور اس کو ذیلی قواعد پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مہتمم کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے۔ لیکن میں کہوں گا کہ یہ عمل درست نہیں بل ہی میں اس بات کی صراحت کر دی جانی چاہئے کہ قیدی کو سال میں اتنے کپڑے ملیں گے۔ جیل اڈمنسٹریشن کے بارے میں میں اور بہت سی باتیں کہہ سکتا ہوں لیکن ایک دو باتیں کہہ کر اپنی تقریر ختم کروں گا۔

ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ آج کل جیل اڈمنسٹریشن پر بار دن بدن بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ میں آپ کے سامنے اعداد رکھ کر بتلاتا ہوں۔ گذشتہ رضا کار دور میں حیدرآباد اسٹیٹ کی مختلف جیلوں میں سالانہ اوسطاً ۱۱۳۶۲ قیدی تھے اوس وقت یعنی ۵۱-۵۲ ع میں جیل اڈمنسٹریشن پر خرچہ ۲۱ لاکھ روپیہ ہوتا تھا۔ اور آج عوامی حکومت کے زمانہ میں ۵۳-۵۴ ع میں قیدخانوں میں ۱۹۹ قیدی ہیں اور ان پر ۲۶۲۲۰۰۰ روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ آج اتنے کم قیدیوں پر اڈمنسٹریشن کا خرچہ اتنا زیادہ کیا جاتا ہے۔ میں اس بارے میں بجٹ سشن میں بھی کہنے والا تھا لیکن مجھے موقع نہ مل سکا۔ اور آج اس طرح کا بل ہمارے سامنے پیش ہوا ہے۔ ممکن ہے آنریبل ممبر انچارج آف دی بل میجسٹریٹ کے زور پر اس بل کو منظور کروالیں لیکن یہ طریقہ ٹھیک نہ ہوگا۔ بلکہ اس بل کو سلکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جانا چاہئے اور وہاں اس پر غور ہونے کے بعد اس سشن کے آخر میں ایک یا دو دن لیکر ہم اس پر یہاں غور کر سکتے ہیں۔ یا آئندہ سشن میں بھی اس کو منظور کر سکتے ہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ان چند الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

شری رام لنگا سوامی (کیج) :- مسٹر اسپیکر سر۔ اب تک مخالف ممبروں کی جانب سے جو تقریریں ہوئی ہیں وہ زیادہ تر جیل کے اندرونی انتظامات سے متعلق کی گئی ہیں۔ اس بل کے کلازس سے متعلق کوئی تجاویز نہیں سو جھائے گئے ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے سے کہ نان آفیشلس کی کمیٹیاں نہیں ہیں لیکن اس بل میں یہ بتایا گیا ہے کہ اس

قانون کے تحت قواعد بنانے کا اختیار گورنمنٹ کو رہیگا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو قواعد میں آسکتی ہیں۔ ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ قیدیوں کے موسومہ خطوط وقت پر انہیں نہیں دئے جاتے ہیں۔ یہ ایسی چھوٹی چھوٹی معمولی باتیں ہیں کہ مقامی عہدہ داروں سے کہہ کر ان کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔ ایک اسی قسم کا اعتراض کیا گیا ہے کہ قیدیوں سے عہدہ دار اپنے مکانات پر کام لیتے ہیں۔ بہر حال یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جو عہدہ داروں سے کہہ کر ٹھیک کی جاسکتی ہیں یا قواعد میں اسکے متعلق انسداد کے لئے رکھا جاسکتا ہے۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ بعض عہدہ دار قیدیوں کا راشن کھا جاتے ہیں۔ اگر واقعی ایسی باتیں ہوتی ہیں تو آپ متعلقہ عہدہ داروں کے علم میں ثبوت کے ساتھ لائے تو ایسے عہدہ داروں کے متعلق تحقیقات کی جائیگی اور ضرور گورنمنٹ انکے خلاف کارروائی کریگی۔ بہر حال جیل کے اندرونی معاملات سے متعلق ساری شکایتیں کی گئی ہیں۔ اس قانون سے متعلق کچھ نہیں کہا گیا۔ میں یہ عرض کرونگا کہ پولس ایکشن سے پہلے ایسا کوئی قانون نہیں تھا۔ جو قانون تھا قانون محاسب کے نام سے وہ ایک معمولی سا قانون تھا۔ اب جو قانون پیش کیا گیا ہے اوسکی نسبت بہت پروگریسو ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیل کے انتظامات کے متعلق جو شکایتیں کی گئی ہیں وہ بہت پرانی ہیں۔ اب تو انتظامات کے لئے نان آفیشل ممبروں کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں چنانچہ بیڑ ضلع میں بھی ایک کمیٹی ہے اس میں ایک ہریجن ممبر ہیں اور ایک لیڈی ممبر ہیں۔ اور آنریبل ممبر بیڑ ہیں جب اورنگ آباد جیل میں تھا اوس وقت اس قسم کے کوئی انتظامات نہیں تھے۔ نہ غذا وقت پر دیجاتی تھی اور نہ خطوط۔ کمیٹی کے ممبرس نہ صرف مقررہ اوقات میں جیل کا معائنہ کرتے ہیں بلکہ اچانک جا کر بھی معائنہ کرتے ہیں۔ ایک آنریبل ممبر نے یہ اعتراض کیا کہ جوار میں کنکر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ یہ ایسی باتیں ہیں جنکی اصلاح مقامی عہدہ داروں کو کہہ کر کرائی جاسکتی ہے۔ اگر انکے پاس رپریزنٹیشن کیا جائے تو وہ ان ہی قیدیوں سے کنکر چنوا دیں گے۔ جیل میں ہاؤس کے کئی آنریبل ممبرس تھے۔ کسی زمانے میں بڑے بڑے لوگ جیل میں تھے۔ اپنے تجربات کے تحت مناسب سبجیشنس دئے جاسکتے ہیں۔ یہ کہہ جاسکتا ہے کہ جیل میں تعلیم کا انتظام ہونا چاہئے۔ ان پڑھ اشخاص مثلاً سنار۔ لوہار وغیرہ اس قسم کے لوگ آئیں تو انہیں تعلیم دلائی جائے۔ ایسی چیزوں کی صراحت قانون میں ہونی چاہئے۔ بقیہ چھوٹی چھوٹی باتیں قواعد میں آسکتی ہیں۔ اگر جیل میں داخل ہونے کے بعد انکی اصلاح کی جانب توجہ نہ کی جائے تو وہی عادتیں ان میں جڑ پکڑ لیتی ہیں اور وہ عادی مجرم بن جاتے ہیں۔ کسی مجرم کو جیل میں کھانے پینے کی تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی البتہ اسکو اپنے متعلقین کا خیال رہتا ہے۔ گھر کی فکر رہتی ہے۔ اسلئے خطوط کے وقت پر ملنے کا انتظام ہونا چاہئے۔ قیدخانوں میں قیدیوں کو کام نہیں ہوتا ہے بجز اون قیدیوں کے جنکو قید بامشقت کی سزا دیجاتی ہے۔ لہذا بیکار قیدیوں کے لئے بھی تعلیم کا انتظام مفید ہوگا۔ تلک آجہانی اور مہاتما گاندھی جیسے لوگوں نے جیل میں بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔

میں عرض کرونگا کہ جو بل ہاؤس میں پیش ہوا ہے اسکو منظور کرنا چاہئے ۔
 ہو سکتا ہے کہ بعد میں ہم مناسب ترمیمات کریں ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم
 کرتا ہوں ۔

Shri R. B. Deshpande (Pathri): Mr. Speaker, Sir, there have been several speeches on the present reforms in Jails and the different kinds of comforts and luxuries to be given to the prisoners. I must say that there are certain grades of enjoyment. These grades are, according to human understanding, necessities, comforts and luxuries. Most of the Members of the Opposition have insisted that all the convicts and prisoners inside the Jails should have comforts and luxuries to which I am entirely opposed. Of course, all of us are human beings, and the prisoners inside the Jails are also human beings, and as such it is the bounden duty of all the people and the Government to provide them with as many necessities as possible, *e.g.*, food, clothing and shelter—and that too to a certain extent.

Whenever I hear the speeches of the hon. Members of the Opposition, I am now and then reminded of a beautiful poem 'skylark' written by P.B. Shelly. I do not wish to quote the poem from the beginning to the end, but I shall quote only a few relevant lines, just to show to the House the tone in which the hon. Members of the Opposition are speaking about comforts and luxuries of the prisoners. The lines are:—

“Like a high-born maiden
 In a Palace Tower,
 Soothing her love-laden
 Soul in secret hour
 With music sweet as love
 Which overflows her bower” .

What I mean to say is this : That when the Members of the Opposition speak about comforts and luxuries to the prisoners in the Jails, they are not living on the earth, but they are flying high up in the regions of theory and Romance ; they do not speak about things which can be put into practice, but only of things which can never be put into practice. They must take into consideration the necessities and contingencies of each case and then only they must advise the authorities to give as many comforts and luxuries as possible.

I was in jail in Aurangabad, not for a month or two, but 14 long months and I was released just after the Police Action. I know there are certain offences which can never be excused under any circumstances. For that matter, I should like to divide the offences into three categories—(1) heinous offences like murder, culpable homicide amounting to murder, etc., (2) unnatural offences like Sodomy, Buggery and Bestiality and (3) grievous hurt. For such offences, if people are convicted and sent to jail, I have firm conviction that no sympathy or mercy should be shown to such people; rather there should be very strict rules for the treatment of such prisoners. But if there is a prisoner of another category, say, a person who commits a juvenile offence, *e.g.*, boys who are minors or who do not exceed 18 years of age, if such people are sent to jail, it is the bounden duty of the Government and the people outside to show as much mercy as possible and provide all sorts of comforts and luxuries; not only that, but provide for the education of such children. But if more sympathy than is necessary is shown, the result will be that they will become more offensive and more mischievous.

Nowadays, I find that there has been a wave of entirely fantastic suggestions, namely, that prisoners, even if they committed very heinous crimes, must be given weekly feasts, etc. What a fantastic idea! Whenever people who have committed murders and other heinous crimes go to jail, nobody outside takes note whether the widow or the children and other dependants left behind the victim are able to get enough food, clothing and shelter. But the hon. Members of the Opposition are more particular about the comforts and luxuries of prisoners convicted of such crimes than those who have been rendered homeless and who have been rendered orphans by the murder of a person.

I am of the opinion that whatever provisions have been embodied in the present Bill are quite up-to-date and there is nothing to find fault with the Member-in-charge of the Bill. In short, I should like to say that the hon. Member-in-charge of the Bill should not take into consideration some of the fantastic and most theoretical suggestions put forward by the hon. Members of the Opposition but to stick to the provisions of the present Bill, which is really of a very ameliorative nature and will bring about good many reforms in Jail and remove some of the inconveniences to prisoners.

* شری کے۔ انت رام راؤ (دیورکنڈہ) :- مسٹر اسپیکر سر۔ قانون محابس ایوان کے سامنے پیش ہوا ہے اور ایوان کے دونوں جانب سے بہت تفصیل سے مباحث ہوئے ہیں۔ قانون کے مقاصد کی حد تک پورے ایوان کو اتفاق ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ البتہ اپروچ (Approach) کا جو طریقہ بیان کیا جا رہا ہے اس سے اختلاف ہے۔ اون کا خیال ہے کہ مجرمین کی اصلاح سزاؤں کے ذریعہ ہونی چاہئے۔ اس طرف کے ارکان کا خیال ہے کہ انکی ذہنیت کو تبدیل کر کے اصلاح کرنی چاہئے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جبر و تشدد کے ذریعہ اصلاح کی کوشش کی جائے تو اصلاح نہیں ہوسکتی۔ کئی ایسی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ لوگوں کو سولی پر لٹکایا گیا۔ ہندوق کا نشانہ بنایا گیا لیکن اصلاح نہوسکی۔ بات یہ ہے کہ جرائم مختلف وجوہات کے تحت سرزد ہوتے ہیں جن میں سب سے بڑی وجہ معاشی بد حالی ہے۔ جب تک معاشی حالات کی اصلاح نہوجرائم میں تخفیف کی امید کم ہوتی ہے۔ ایک بہت بڑے ماہر نے جرائم کی تحقیقات کی کہ یہ کیوں ہوتے ہیں۔ اس نے تحقیقات کے بعد ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے ”سن اینڈ سائنس“ (Sin and Science) جرائم کے وجوہات اس نے مجرمین سے دریافت کرنے کے بعد یہ کتاب لکھی ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ کسی نے جرم کی وجہ یہ بتائی کہ اوسکے باپ کی کٹائی ہوئی جائداد اس سے چھین لیگئی تھی اس لئے اس نے قتل کا ارتکاب کیا۔ کسی نے کہا کہ اقدام خود کشی کی وجہ یہ ہے کہ نوکری نہیں مل رہی تھی۔ کسی نے کہا کہ روزگار نہیں ملتا ہے جیل میں دو وقت روٹی تو مل جاتی ہے اسلئے میں نے چوری کی ہے۔

ہم نے بہت سادھی سیدھی مانگیں آنریبل موور آف دی ہل کے سامنے رکھی ہیں لیکن افسوس کہ اوسکو بھی لگژوریز (Luxuries) تصور کیا جا رہا ہے۔ جیسا کہ میرے ایک محترم دوست نے کہا۔ ہماری مانگیں سیدھی سادھی ہیں جو بطور ترمیم پیش کی جائیں گی۔ وہ ترمیمات معمولی ہیں۔ یہی کہ اون لوگوں کو ٹاٹ پتری نہ پہنائی جائے۔ بیڑیاں ہتکڑیاں نہ ڈالی جائیں۔ بلکہ اون کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے۔ اون کے لئے صنعتیں اور درسگاہیں قائم کی جائیں۔ اور ذہنی تربیت اونکو دی جائے لیکن اون خیالات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا اور اوسکا مذاق اڑایا گیا۔ میں اس پر زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ البتہ ایک چیز کہوں گا کہ سیاسی بلزمین کے متعلق آپ نے اس میں کچھ نہیں رکھا ہے۔ سیاسی بلزمین وہ ہوتے ہیں جو ملک کی بھلائی کے لئے لڑتے ہیں۔ اون کی نیت مجرمانہ نہیں ہوتی۔ ملک کے مفاد کو پیش نظر رکھ کر لڑتے ہیں۔ جمہوری دور میں بغاوت بھی عوام کا ایک مقدس فرض ہوتا ہے اون کے ساتھ رعایتیں ہونی چاہئیں۔ چنانچہ ہم نے جو رعایتیں کی ہیں امید ہے کہ انہیں قبول فرمایا جائیگا۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ (چناکنڈور) :- جو بل پیش کیا گیا ہے۔ اوپر کے متعلق اپوزیشن کی جانب سے جو کچھ کہا گیا اس کو اس طرف کے ممبرس کی جانب

سے کمفرٹ (Comfort) اور لگژوریز (Luxuries) سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ یہ غلط ہے۔ ہمارا تجربہ کیا بتاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا نقطہ نظر کیا ہے صاف اور واضح ہو گیا ہے۔ ایک شخص کو قید خانہ میں ڈالا جاتا ہے۔ کیا اوس محبس کو اوس کے لئے سسرال کا گھر بنایا جائے۔ اس قسم کے سوالات اوس طرف کے آنریبل ممبرس کی جانب سے کئے جا رہے ہیں۔ اس امر سے ہی اون کی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے کہ ہرنرس کے بارے میں آپ کا ایٹیٹیوڈ (Attitude) ریفارمیٹیو (Reformative) ہے یا ڈیفارمیٹیو (Deformative) ہے۔ ہرنرس جنہیں قید خانوں میں رکھا جاتا ہے اون کو آج کے حالات کے پیش نظر ریفارم کرنا ہے۔ اون کی خصلتیں درست کرنا ہے یا اون کو ڈیفارم کرنا ہے یہ دو سوالات آج آپ کے سامنے ہیں۔ اس بل کو پرائمافیسی (Prima facie) کے طور پر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں یعنی باوا آدم کے زمانہ میں جو قانون تھا وہی آج سنہ ۱۹۵۴ء میں ہم انٹراڈیوس (Introduce) کر رہے ہیں۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک مکمل قانون ہے۔ غالباً اس کے متعلق مجھے ہی تسامح ہوا ہو۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ ایک مکمل قانون نہیں ہے۔ ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو برائے نام ہیں۔ اور حقیقی واقعات کے منافی اور غیر مطابق ہے جو چیزیں ہیں وہ بھی اس قانون میں نہیں رکھی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر میں ایک چیز ایوان کے سامنے لانا چاہتا ہوں۔ دفعہ (۴) وزٹس کے متعلق ہے۔ یعنی کونسے لوگ ہیں جن سے قیدی ملاقات کرسکیگا۔ اس میں صرف سیول ہرنرس (Civil prisoners) اور ان کنوکٹیڈ ہرنرس (Unconvicted prisoners) کو لوگوں سے ملاقات کا موقع دیا گیا ہے۔ کنوکٹیڈ ہرنرس کو اس کا حق نہیں دیا گیا ہے۔ حالانکہ حیدرآباد کے جیل خانوں میں کنوکٹیڈ ہرنرس کو اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کی اجازت فی الحال دیجاتی ہے۔ وہ جزو اس قانون میں نہیں ہے۔ حالانکہ آپ کہتے ہیں کہ یہ مکمل قانون ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ قانون آج کے حالات۔ زمانہ کا تقاضا اور اوسکی مانگوں کو پورا نہیں کرتا۔ یہ قانون اپ ٹو ڈیٹ (Up-to-date) نہیں ہے۔ اس لئے ہماری جانب سے بعض مطالبات کئے گئے جنکو سسرال کے گھر کی سہولتیں اور لگژوریز کا نام دیا گیا ہے۔ اسکو اپ ڈو دی ایکسٹنٹ (Up to the extent) لیجانے کا کہاں جواز ہے۔ کوئی شخص جرم کیوں کرتا ہے۔ کسی شخص کو جرم کرنے میں مزہ نہیں آتا۔ ممکن ہے اس طرح جرم کرنے کا عادی ہو جائے تو اوسکو مزہ لگ جائے۔ لیکن ابتداء میں جو جرم کیا جاتا ہے وہ کسی مزے کے لئے نہیں کیا جاتا۔ سائکالوجسٹس (Psychologist) کا یہ مسلحہ نظریہ ہے کہ کسی شخص کو ابتدائی جرم کرنے میں مزہ نہیں آتا۔ بلکہ بعض سماجی اور معاشی حالات کی وجہ سے کوئی شخص مجبوراً جرم سرزد کرجاتا ہے۔ جب ان حالات میں کسی شخص سے کوئی جرم سرزد ہوتا ہے تو ہمارا ایٹیٹیوڈ کیا ہونا چاہئے۔ حکومت ہی سماج کے اصولوں کو چلانے کے لئے قواعد اور قانون بناتی ہے اس لئے حکومت کا نظریہ کیا رہنا چاہئے۔

ایک مریض کے ساتھ ڈاکٹر کا جو نقطہ نظر رہتا ہے اوسکو مریض سے جس طرح ہمدردی رہتی ہے وہی ہمدردانہ نقطہ نظر ہمارا بھی قیدیوں کے ساتھ رہنا چاہئے۔ لیکن وہ نظریہ اس قانون میں جو کہ سنہ ۱۹۰۰ع کے قانون کے مطابق ہے ہرگز نہیں ہے۔ سنہ ۱۹۰۰ع سے لیکر سنہ ۵۳ع تک ہم نے اس میں جو اصول پوشیدہ تھے اون کا تجزیہ کیا۔ ہمارے سامراجی دوست بھی اس کا تجربہ کرچکے ہیں لیکن نتیجہ کیا نکلا۔ یہ اصول تجربہ میں بیکار ثابت ہوئے۔ مجرموں کی عادت اور اخلاق سنوارنے کی بجائے ہم اون لوگوں کو ہارڈنڈ کریمنلس (Hardened criminals) میں تبدیل کر رہے ہیں۔ یہ بہت گہرا اور انڈرلائنگ پرنسپل (Underlying principle) ہے۔ چنانچہ اون ہی پرنسپلس کی بناء پر ہم یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ اس قانون کے متعلق جو اپروچ (Approach) کیا گیا ہے وہ غلط اپروچ ہے۔ میرے اس آرگيومنٹ کی تائید حیدرآباد کے اڈمنسٹریشن کی رپورٹ بابتہ سنہ ۵۲-۵۳ع بھی کرسکیگی۔ اس رپورٹ کا صفحہ (۶۴) ملاحظہ فرمائیں اوس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

“Jail statistics show that 40.8% of the convicts during the year were between 22 and 30 years of age, 28.2 between 31 and 40 years and 14.35 between 19 and 21 years.”

گویا ۱۹ سال سے ۲۱ سال کی عمر کے جو ملزمین ہیں اونکی تعداد (۱۴۳۵) ہے۔ ۲۲ سے ۳۰ سال کے درمیان قیدیوں کا پرسنٹیج (۴۰.۸) ہے۔ کوئی آدمی ۱۹ سال سے لیکر ۳۰ سال کی عمر تک نوجوان کی تعریف میں داخل ہوسکتا ہے۔ ان اعداد و شمار کے دیکھنے سے واضح ہوگا (۵۵) پرسنٹ اون ینگسٹرس کا ملیگا جو نوجوان ہیں۔ جن کے متعلق ہمارا یہ تصور ہے کہ وہ ساج کو سدھارنے اور بگاڑنے والے ہیں۔ لیکن جیلوں میں (۵۵) فیصد آبادی انہیں کی ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جو طریقے ہم سنہ ۱۹۰۰ع سے آج تک استعمال کرتے رہے وہ غیر موثر ثابت رہے۔ اون اصولوں کے ذریعہ ہم اون کریمنلس (Criminals) کو ری کیم (Reclaim) نہیں کرسکے۔ بلکہ اس کے برعکس ہم نے اون کو ہارڈنڈ کریمنلس میں تبدیل کردیا ہے۔ یہ ایک فنڈامینٹل پرنسپل ہے جس کو ہم نے اپنے اعتراضات کے سلسلہ میں اپنی درستی میں رکھا ہے۔ آپ دوسرے اسٹیٹس کی جیلوں کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہپنگ (Whipping) یہ اڈڈنڈے۔ یہ ڈنڈے۔ ٹاٹ پتری پہنانے کی سزا وہاں عملاً نہیں دیجاتی۔ وہ برخاست کی جاکچی ہیں۔ مجھے مدراس کی دو تین جیلوں کا تجربہ ہے اور حیدرآباد کی جیلوں میں بھی رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ میں وہاں کے پولیٹیکل پرنسرس یا ڈیٹینیز کے متعلق نہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ اون مجرمین کے متعلق کہہ رہا ہوں جو معمولی جرائم کے تحت سزا پارہے ہیں۔ مدراس کی جیلوں میں پرنسرس کے لئے بہت سی سہولتیں موجود ہیں جو آپ کے خیال کے مطابق لگژوریز کی تعریف میں داخل ہوسکتی ہیں۔ لیکن حیدرآباد کی جیلوں میں وہی پرانے زمانہ کی چیزیں۔ ڈنڈے۔ اڈڈنڈے۔ ڈبل گتھی وغیرہ جاری ہے۔

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس بل کے ذریعہ آپ کونسی نئی چیز لارہے ہیں جو پہلے نہیں تھی۔ بلکہ اون سے زیادہ سختی اس قانون کے ذریعہ لائی جا رہی ہے جو پہلے سے موجود تھی۔ میں اس کے متعلق چیلنج کر سکتا ہوں کہ آپ کوئی نئی چیز نہیں لارہے ہیں۔ یہ بھی کہہ سکتا ہوں اس بل کے پیش نہ ہونے کی وجہ سے کوئی چیز ایسی باقی نہیں رہ جاتی تھی۔ اس بل کے ذریعہ وہی مغلائی باجا بجانے کی کوشش کی جا رہی ہے جو صدیوں سے بچتا چلا آ رہا ہے۔ آج جبکہ پاپولر گورنمنٹ آگئی ہے تو وہ مغلائی باجا نہیں بچتا چاہئے۔ جو پرانی چیزیں جیلوں میں ہیں وہ نہیں رہنا چاہئے۔

مسٹر چیرمن:— پارٹ اے اسٹیٹس میں کونسا باجا بچتا ہے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ:— مختلف قسم کے باجے بچتے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس تو وہی پرانا باجا بچتا ہے۔ اگر کانگریس کا باجا بھی بچتا تو بہت اچھا ہوتا۔ یہاں وہ بھی ہم نہیں بجا رہے ہیں۔ اس قانون میں افعال ممنوعہ کے متعلق کہا گیا ہے۔ اس کے متعلق اس وقت بھی جو قانون ہے اوس پر کس حد تک اس سلسلہ میں عمل آوری ہو رہی ہے ہمارے اس جانب کے بہت سے دوستوں نے روشنی ڈالی ہے۔

مسٹر چیرمن:— پارٹ اے اسٹیٹس میں بھی کوئی علیحدہ قانون ہے یا سنٹرل ایکٹ ہی نافذ ہے۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ:— وہی سنٹرل ایکٹ ہے لیکن مثال کے طور پر سکشن (۳۱) کا جو اے۔ بی۔ سی۔ اور ڈی سب سکشنس ہیں اون کے الفاظ تبدیل کر لئے گئے ہیں۔ بعض سہولتیں دی گئی ہیں لیکن اوسکے تمام چیزیں ہم نہیں لے رہے ہیں صرف سنٹرل ایکٹ کے چند دفعات ہی ہم نے لئے ہیں۔ دفعہ (۶۰) وہینگ کے سلسلہ میں ہے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ جیل میں سزا دینے والا بھی وہی شخص رہتا ہے اور تحقیقات کرنے والا بھی وہی شخص رہتا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ جیلوں میں ڈسپلن (Discipline) قائم کرنے کے لئے وہاں کے عہدہ داروں کو بعض اختیارات دینا ضروری ہے۔ اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ ایکٹ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ کو ایک نیا مجسٹریٹ تو کیا راج پرمکھ بنا دیا گیا ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اس لئے اس قانون کو ایک کمپریہنسیو (Comprehensive) قانون بنانے کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ باہر کی دنیا میں قانون کے بدلنے کے لئے کچھ وقت درکار ہوتا ہے لیکن جیل کا قانون تو گھنٹہ گھنٹہ اور منٹ منٹ میں بدلتا رہتا ہے۔ جیلر کے جو جی میں آئے وہی قانون۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب کے خیال مبارک میں جو آتا ہے وہی قانون۔ اور انکے دماغ میں جو جنوٹ آتا ہے وہ بھی قانون بن جاتا ہے۔ ہمارا تجربہ ہے اور ہم نے جیلر سے جیل مینیول کا مطالبہ کیا ہے اس سے پوچھا ہے کہ ہمارے حقوق کیا ہیں۔ گو کہ قانون میں ہے کہ مینیول کو کانسپیکوئس (Conspicuous) جگہ پر رکھنا چاہئے تاکہ سب لوگ اسکو پڑھ سکیں۔ لیکن اکثر محکموں کی طرح احکام کو پس پردہ رکھ کر جس طرح ناجائز طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے اس سے بڑھ کر

جیلوں میں یہ کوشش ہوتی ہے - اس وجہ سے ہم نے یہ دو چیزیں رکھی ہیں - ایک سبھاؤ یہ رکھا گیا ہے کہ اس میں بعض ایسے اختیارات ہونا چاہئے جو مجسٹریٹ کے حوالے کئے جائیں کیونکہ جیل کی چار دیواری میں کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو جیلر صاحب ہی اسکی تحقیقات کرتے - وہی سزا کا تعین کرتے ہیں اور خود ہی سزا دیتے ہیں - اس ڈکٹیٹر شپ کو ختم کرنا چاہئے - مثال کے طور پر میں دفعہ ۱۴ ایوان کے ملاحظہ میں لاتا ہوں -

‘ Wilfully bringing a false application against any officer or prisoner.’

یعنی کسی کی شکایت کرنا بھی جرم ہے - گویا اب اسکی زبان بندی کر دی گئی ہے یہاں ”گویم مشکل نہ گویم مشکل“ کی مثل صادق آتی ہے - اور یہ (Insulting or threatening language) اسکا تعین کون کریگا کیونکہ ایک بات جیلر کے دماغی تصور کے لحاظ سے انسٹنگ ہو سکتی ہے - میں تو یہ کہہ چکا ہوں کہ یہاں وہی بغلائی باجا بجا رہے ہیں - ”میں یہ کہنا چاہتا ہوں“، یہ الفاظ جیل کی ڈکٹری میں نہیں ہیں - ”میں معروضہ کرنا چاہتا ہوں“، وہاں اگر ایسا نہ کہا جائے تو شنوائی نہیں ہوتی - پریڈ کے تعلق سے تو پرنس بہت لڑچکے ہیں لیکن پریڈ کے وقت ایک چپراسی کی طرح کمر بستہ ہو کر اٹشن پوز (Attentive pose) میں کھڑے ہو جانا پڑتا ہے - کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ بیٹھ کر معروضہ کرے تو انسٹنگ ہوتی ہے اور کوئی سمجھتا ہے کہ کھڑے ہو کر معروضہ کرے تو وہ بھی انسٹنگ ہو جاتی ہے - میں یہ مثال کے طور پر عرض کر رہا ہوں ورنہ تفصیل تو بہت زیادہ ہے -

[Shri B. D. Deshmukh (Chairman) in the Chair]

ایک اور چیز یہ کہ جیل میں کئی قسم کے لوگ آتے ہیں وہاں کچھ پراہیٹیڈ آرٹیکلز (Prohibited articles) ہوتے ہیں - رولس کے ذریعہ انکا تعین کرنا ضروری ہوگا لیکن اسکا تعین کرنے کے لئے بھی وہاں ”آل مائی“ (Almighty) سپرنٹنڈنٹ ہیں - انکے خیال میں جو آئے وہی صحیح ہوتا ہے - اس لحاظ سے تخصیص کے ساتھ قانون میں رکھنا ضروری ہے - میں صرف پولیٹیکل پرنس کے بارے میں نہیں کہتا بلکہ ایسے قیدی کو جو کسی نہ کسی وجہ سے فادران لا (Father-in-law) کے ہاؤز میں (کیونکہ اودھر سے سسرال کے گھر میں جانا کہہ رہے ہیں) جانا پڑتا ہے تو اسکو ریفارم کرنے کے بجائے ڈیفارم کرنے کے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں - جیل کے عہدہ داروں کے نقطہ نظر کے لحاظ سے جتنا زیادہ کوئی شخص پڑھا لکھا ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ انکا دشمن ہے - اس قسم کے بہت سے غلط تصورات ہیں جو اگر قانون بنایا بھی جائے تو ایک دن میں تبدیل نہیں ہونگے - اس وجہ سے ہمیں ریسٹرکشن (Restriction) اور کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس پرنس ایکٹ کو

میس یوز (Misuse) نہ کیا جائے لہذا جیل کے تعلق سے جتنی اہم چیزیں
ہیں انکو اس میں انکorporیٹ (Incorporate) کرنا ضروری ہے - اسلئے
بھی ہماری جانب سے بہت سی ترسیلات دی گئی ہیں - انکا انڈر لائننگ پرنسپل یہ ہے کہ
قیدیوں کو پھر سے ایک اچھا شہری بنا کر ریکلیم کیا جائے - حکومت کے دو پریسیپٹ
مشریز (Repressive Machineries) ہیں ایک پولیس اور دوسرے جیل -
ان دونوں کے متعلق پرانے حکمران طبقے کی طرح قانون بنانے کے تصورات میں نہ بہتے
ہوئے جو ترسیلات ادھر سے دی گئی ہیں ان پر ہیومنائیٹی (Humanity)
کی خاطر ہیومن پوائنٹ آف ویو (Human point of view) سے غور فرمائیں -

* (۱) پینڈے وائس (گجسٹ)—అధ్యక్ష మహాశయ,

ఇప్పుడు ఈ బిల్లు మళ్ళీ జైల్లు సంస్కరణల పేరుతో ఈ అసెంబ్లీ ఎదుటకు వచ్చింది. ఆ
సంస్కరణలు రాకపోవడము జైల్లులో అధ్యాపక పరిస్థితులు ఏవైతే. పున్నాయో, ఆ అధ్యాపక
పరిస్థితులను తొలగించి అటువంటి అధ్యాపక పరిస్థితులు తిరిగి రాకుండా, ఈ సంస్కరణల ద్వారా
ఏమి చేయబడుతోందో అనేది యీ బిల్లులోని కమిషను చూస్తే, జైల్లులో ఇంతవరకు ఉండే నిరంకుశ
పద్ధతులనే చట్టబద్ధంగా చేసేందుకు ప్రభుత్వం ప్రయత్నిస్తున్నదని మాత్రం యీ బిల్లు చదవేవారికి
తప్పని సరిగా రద్దం అవుతుంది. ఈ జైలు సంస్కరణలు చూస్తే, పూర్వం జైలులో వున్న పరిస్థితు
లను మరింత అధ్యాపకం చేసేటట్లు కనబడుతోంది. దీనినిబట్టి, యీ బిల్లును ఎంతో మంచి
పద్ధతులలో తీసుకు వస్తున్నామని చెప్పే మహాశయులు జైలు జీవితం అంటే ఏమిటో ఏమాత్రం
అనుభవం లేదని నేను అనుకుంటాను. మనం ఈ బిల్లులోని క్లాజులను విడదీసి, ఈ క్లాజులను
గురించి శ్రద్ధగా ఆలోచించినట్లయితే టీక్ టీక్ విధానం ఏదైతే వుందో, బెత్తంలో ఖైదీలను
చితకకాట్టే పద్ధతి ఏదైతే వుందో, దానిని తిరిగి యీ బిల్లుద్వారా తీసుకు వస్తున్నారని
తెలుస్తుంది. ఆ టీక్ టీక్ విధానాన్ని, బెత్తంలో ఖైదీలను కాట్టే పద్ధతిని, ఏనాడో కాంగ్రెసు
మొదటి సత్యాగ్రహం కాలంలోనే, ఆనాటి కాంగ్రెసు లోని మహాశయులు పెద్ద ఎత్తున
వ్యతిరేకించారు. అందుకు వ్యతిరేకంగా పోరాటాలు చేశారు. కాని, ఆ నాటి కాంగ్రెసులోని
మహాశయులుగాని, ప్రముఖులుగాని, ఇక్కడికి ఎం. ఎల్. ఏ.లు గా రాలేదు అనుకోండి.
వారు ఇక్కడ మంత్రులుగా లేరనుకోండి. మంచి రజాకారు కాలంలో కూడా ఈ టీక్ టీక్
విధానం పోవాలని, (2) రామానందరేడ్డి మొదలుకొని అందరూ తీవ్రమైన
ఆందోళన చేశారు. ఆనాటి పెద్ద నిరంకుశ ప్రభుత్వమైన సైజాం ప్రభుత్వానికి రామానందరేడ్డి
మొదలైనవారు యీ టీక్ టీక్ విధానం పోవాలని మెమోరాండాలు ఇచ్చారు. చివరికి, ఆ
నిరంకుశ జాగీర్దారీ ప్రభుత్వంకూడా దానిని తాత్కాలికంగా ఆపేసింది. సింధీవారు జైల్లు
అధికారులుగా వచ్చిన తరువాత తిరిగి ఖైదీలను బెత్తాలచే వశువును కాట్టినట్లు కాట్టించటం
జరిగింది. బీడ్ జైలులో ఖైదీలను బెత్తాలతో కాట్టించటం జరిగింది. అప్పుడు ఈ పద్ధతి
పోవాలని పెద్ద ఎత్తున ఆందోళన జరిగింది. ఇది ప్రజా ప్రభుత్వమని సిగ్గు లేకుండా చెప్పకొనే
యీ కాంగ్రెసు ప్రభుత్వము టీక్ టీక్ విధానాన్ని తిరిగి తీసుకు వస్తున్నారు. సైజాం ప్రభుత్వం
౨౦౦ సంవత్సరాలనుంచి జాగీర్దారీ విధానాన్ని కాపాడుడానికి, తన చుట్టూవున్న ప్రాంతాన్ని
కాపాడుకోటానికి అనేక నిరంకుశ చట్టాలు, శాసనాలు చేసి తన ప్రభుత్వం చుట్టూ ఇనుపగోడలను
కట్టుకొంది. అయినప్పటికీ, ఆ సైజాం ప్రభుత్వానికి యీనాడు ఈ గతి వట్టింది. ఈనాడు

అధికారంలో వున్నవారు కూడా ఎల్లకాలం ఇదే పరిస్థితి వుంటుందీ, మేమే పరిపాలన చేస్తాం. అని అనుకోకుండా, యీ ప్రభుత్వం ఇంగ్లీషుజ్ఞానం కలిగియుండి, శాసనాలు తేస్తే బాగుంటుంది. ఒక సేరం చేస్తే ఒక శిక్ష, తిరిగి ఇంకో పని చేస్తే మరో శిక్ష, ఆ విధంగా శిక్షించిన శిక్షను అనుభవించకపోతే మరో శిక్ష, యీ విధంగా యీ బిల్లులో ప్రతి క్లాజులోనూ ఒక్కొక్క శిక్షను పేయాలని వ్రాస్తూ యీ బిల్లును తీసుకు వచ్చారు. ఒక ఖైదీకి పని ఇచ్చినపుడు, అతడు దానిని బుద్ధి పూర్వకంగా చేయజాలకపోతే ఇంకా కఠినమైన శిక్ష విధిస్తారు. వాస్తవానికి అతను పని చేయలేకపోయినప్పటికీ, అతనికి అస్వస్థతగా ఉండి చేయలేకపోయినప్పటికీ, జైలు అధికారి ఆ ఖైదీ బుద్ధిపూర్వకంగానే ఆ పని చేయటం తోదని తలచినపుడు ఆ ఖైదీ ఎక్కువ కఠినశిక్షను పొందవలసి వుండును. మనకు ఒకటి ధర్మశాస్త్రం బోధిస్తోంది. అది ఏమంటే మనకు నరకలోకం, స్వర్గలోకం అనేవి ఉన్నాయని, నరకలోకంలో ఎన్నిరకాల బాధలైతే ఉన్నాయో, అన్నిరకాల బాధలు జైళ్ళలోఉంటాయి. జైలు అధికారులు జైళ్ళలో పెట్టబడినవారిని పశువులుగా భావించే రకంగా తయారైనారు. వీరిని మానవులుగా గుర్తించాలని, వారికి కనీస మానవ మర్యాదనైనా ఉవ్వాలనేది, జైలు అధికారులకు ఉండదు. “ఏ ఖైదీ అయినా తనకు అప్పగించిన పని చేయకపోతే, అతనికి ఆ పని చేయటము చేతకాదా, లేక అతనికి ఆ పని చేయటానికి శక్తిలేదా, లేక అతను బుద్ధిపూర్వకంగానే ఆపని చేయటంలేదా”—అనేది నిర్ణయించే అధికారం జైలు అధికారికి సూపరింటెండెంటుకు అప్పగించబడింది. ఆ పనిని సరిగా చేయలేదని తలచి, ప్రభుత్వం జైలు అధికారులను కూడా సంస్కరించే విషయం యీ బిల్లులో తీసుకువస్తే బాగుండేది. మంత్రిగారు జైలు అధికారులను ఏ విధంగా సంస్కరించాలని ఆలోచించి ఒక చట్టం తేస్తే బాగుంటుంది. మొట్టమొదట వారి ప్రవర్తనలో మార్పు తీసుకురావాలి. జైలు అధికారుల ప్రవర్తనలో ఎంత తొందరగా మార్పు తీసుకువస్తే, జైళ్ళలో జరిగే అవకతవకలు నిరంకుశ పద్ధతులు అంత తొందరగా ఆగేందుకు వీలుంటుంది. వారు ఖైదీలను హింసించే హింసలలో ఎలాంటి మార్పు లేదు. “జైళ్ళకు వచ్చే ఖైదీలను ఏవిధంగా కంట్రోలు చేయాలి, వారిని ఏవిధంగా క్రమ శిక్షణలో పెట్టాలి” అని చెప్పి, వారిని అన్ని రకాల శిక్షలు పేసేందుకు ఈ చట్టం ద్వారా అవకాశం కల్పించడం జరుగుతోంది. ౪౯ క్లాజులో (౪) వ భాగంలో ఒకటి చూపించారు. “ఏ ఖైదీయైన, తగు కారణము లేకుండా, తన శిక్ష కొంత కాలము ఆపి పేయబడిన, రద్దుచేయబడిన, లేక నెలవు గ్రహింపబడిన పరతులలో దేనినైన పాలింపనిచో అతడొక చెరసాల సేరములలో నొనర్చినట్లు భావించబడును మరియు సూపరింటెండెంటు, అతని సమాధానమును పొందిన పదవ, నట్టి సేరము నీ క్రిందివానిచే శిక్షింపవచ్చును.”—అని ౪౯ క్లాజులో చూపించారు. దాని ప్రకారం, వారికి ముఖాఖాతు నాపివేయటం, ఉత్తర ప్రత్యుత్తరాలను బంధుచేయటం, వారికి వచ్చే పార్సీస్ను ఇవ్వకుండా వుండటం, సాధారణ సౌకర్యాలను ఆపివేయటం, వారైపుత్రికలు ఇవ్వటంను అతీ పేయటం ఇవన్నీ జరుగుతాయన్నమాట. జైళ్ళకు వచ్చినవారిని మానవులుగా భావించి, వారిని ఉత్తమ మానవులుగా తయారు చేయించి, వారి చెడుగుణములను దూరముచేసే ఉద్దేశముతో యీ సంస్కరణలను తీసుకు వచ్చారా అంటే ఆ ఉద్దేశంతో తీసుకు రాలేదు. జైలుకు వచ్చినవాడు పశువు. ఈ భావమే జైలు అధికారులలో ఉంది. పూర్వదరిజంకు పూర్వం కొన్ని దేశాలలో యుద్ధంలో పట్టుబడినవారిని బానిసలుగా చూచేవారు. వారిచేత అన్ని పనులు చేయించుకోవాలికి ఏమిటి వారిని అమ్ముకొనుటకు కూడా వాళ్ళకు అధికారం వుండేది. అలాగే జైళ్ళలోకి వచ్చినవారి

మాన, ధన, ప్రాణాలను ఆ జైలు అధికారికి అప్పగించటం ఈ చట్టం ద్వారా జరుగుతోంది. జైలు సూపరీంటెండెంటుకు సర్వాధికారాలు ఇవ్వటం జరుగుతోంది. క్లజుల్ ౬ లో ఒకటి చూపించారు. ౪౬ క్లజుల్ “ఎక్కువ విసుగు కలిగించు, లేక కఠినముగు పనికి (ప్రభుత్వముచే నొనర్చబడి, నియమములచే విధింపబడునంతకాలం వరకు) మార్చుట” అని వ్రాశారు. ఒక ఖైదీ ఒక పనిని సరిగ్గా, బుద్ధి పూర్వకంగా చేయలేదని జైలు అధికారి అనుకొన్నప్పుడు అతనికి రెండవ పనిని, ఎక్కువ విసుగు కలిగించే పనిని, కఠినమైన పనిని, అంటే గానుగ తిప్పించుట, వడ్లు దంపించుట మొదలైన పనిని ఇవ్వాలన్నమాట. ఆ పక్షంలోని ఒక గౌరవసభ్యుడు ౯ ఏండ్లు జైలులో గడిపామని అన్నారు. ఆ జైలులో వారెంతేశారు? గానుగలు త్రాప్తారా? ఏం చేశారు? జైలులో కూర్చుని జపం చేశారు. అనాడు జైళ్ళకు పెట్టినవారు జైళ్ళలో ఖైదీలు మానవులుగా జీవించాలనే కనీసపు హక్కు కోసం పోరాడారు. ఈనాడుకూడా ఆ కనీసపు హక్కుకోసం పోరాడుతూనే వున్నారు. ఈ చట్టాలను ఆ పోరాటాలను అణచటానికి పాళ్ళను ఇంకా కఠినంగా జైళ్ళలో ఉంచటానికి మాత్రమే తీసుకురావటం జరుగుతోంది. కాబట్టి మంత్రిగారు మొదటినుండి చివరివరకు బాగా ఆలోచించి అన్నివిధాల అభివృద్ధిచెందిన యీ కాలంలో, పాతచట్టాన్నే ౧౯౪౮ అనే ముద్రపేసి తీసుకు రాకుండా, తిరిగి ఖైదీలకు మేలు కలిగించే విధంగా బిల్లును తీసుకురావాలని కోరుతున్నాను. ఈ బిల్లును నెలకట్ట కమిటీకి పంపించాలని మంత్రిగారిని కోరుతున్నాను.

శ్రీ బి. కృష్ణయ్య (ఖమ్మం-జనరల్)—ఈ బిల్లును గురించి రెండు పక్షాలనుండి కూడా...

— ہندو میں کچھ :-

— شری بی کرشنا :- ہندو میں کچھ :-

కూడా న్యాయశాస్త్ర) పండితులు మాట్లాడిన తరువాత దీనిపై నేను మాట్లాడటం అంత మంచిది కాకపోయినా నాకున్నటువంటి అభిప్రాయాలు, నాకున్న అనుభవాలను ఈ బిల్లును దృష్టిలో పెట్టుకొని చూచినప్పుడు నా అభిప్రాయాన్ని ఈ శాసనసభ ముందు వుంచడం నా కర్తవ్యమని భావిస్తున్నాను. పార్టు ‘ఏ’ స్టేట్సులో వున్నటువంటి సౌకర్యాలనన్నింటిని కూడా ఇక్కడ ఖైదీలకు కలిగించాలనే ఉద్దేశంతో ఈ బిల్లును ప్రవేశ పెట్టామని మంత్రిగారు చెప్పారు. ఇక్కడ వున్న పరిస్థితులు, జైళ్ళలో సాగుతున్న నిర్బంధవిధానం—ఇవన్నీ జైలులో అనుభవించి వచ్చినటువంటి సభ్యులు శాసనసభముందు వుంచినప్పుడు కొంతమంది ప్రభుత్వ పక్షాన్నుంచి విమర్శించడం జరుగుతోంది. అది ఏమంటే ఖైదీలకు గ్యూబర్డ్స్ సూట్లు తొడిగించా తా? లేక వుల్ సూట్లు తొడిగించా? లేక పోతే మిల్లు గుడ్డలు యివ్వాలా? అని పరిహాసం చేయటం ఇవన్నీ జరుగుతున్నాయి. కాని వాస్తవానికి ఖైదీల పరిస్థితి ఏమిటి? ఎందుకని ప్రతిపక్షంనుంచి యిన్ని విమర్శలు వస్తున్నాయి? వారికి ఏ రకమైనటువంటి సౌకర్యాలు సమకూర్చవలసి యున్నది? అనేది లేక ప్రతిపక్షంనుంచి వస్తున్న విమర్శలను సువ్యాధివంతో తీసుకో కుండా వాటిని పరిహాస దృష్టిలో తీసుకొనడం, పరిహాసం చేయటం జరుగుతోంది. ఇవ్వాళ్ళు కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడింది. కాంగ్రెసు శాసన సభ్యులుగాని, కాంగ్రెసు పార్టీ సభ్యులుగాని తిరిగి జైళ్ళకు పోవలసిన అవసరం లేదని వారు భావిస్తున్నారని అనుకొంటున్నాను. కాంగ్రెసు సభ్యులు తిరిగి జైళ్ళకు వెళ్ళవలసిన అవసరంవుందా? లేదా? అనే విషయం యిప్పుడు

సేను చెప్పవలసిన అవసరం లేదు. ఇప్పుడు మద్రాసు శాసనసభలో వున్న కాంగ్రెసు శాసనసభ్యుల ప్రభుత్వానికి కొన్ని సూచనలు చేయటం జరిగింది. ఎందుకంటే జైల్లును పెట్టనే సంస్కరించాలని, ఈ సంస్కరణలు ప్రతి పక్షాలకు గాని లేక ఇతరులకు గాని కాకుండా ఆ సంస్కరణలు మనకోసమేనని, ముందు ఏరోజైనా జైలుకు పోవలసిన అవసరం రావచ్చును, అందుకని జైల్లును సంస్కరించాలని మద్రాసు శాసనసభ్యులు కోరుట జరుగుతోంది. ౧౯౩౯ లో మద్రాసులో కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడినప్పుడు అక్కడ కాంగ్రెసుపార్టీలో కూడా యీ చర్యలు వచ్చాయి. కాని దానిని చ్యుతిరేకించుట జరిగింది. కాంగ్రెసు ప్రభుత్వం ఏర్పడింది. కాంగ్రెసువారు జైల్లుకు పోవలసిన అవసరం లేదు. ప్రతిపక్షసభ్యులు, కాంగ్రెసును చ్యుతిరేకించే సభ్యులే జైల్లుకు పోతారు. కొబట్టి జైల్లు సంస్కరణలు అక్కరలేదని వాదించడం జరిగింది. ౧౯౪౭ వచ్చేసరికల్లా కాంగ్రెసు వారే, జైల్లుకు పోవలసి వచ్చింది. అక్కడ పరిస్థితులు పూర్వం మాదిరిగానే వుండేటప్పటికి ౧౯౩౯ లోనే ఆ చట్టాన్ని ఎందుకు మార్చకపోయామా? అని వశ్యాత్వావ పడటం జరిగింది. కొబట్టి ఈ నాడు కాంగ్రెసు సభ్యులు “గ్యాబరీడ్స్ సూట్సు కావాలా? ఫుల్ సూట్సు కావాలా?” అని పరిహాసం చేయవలసిన అవసరం లేదు. ఎంతకాలమైనా, కాంగ్రెసు ప్రభుత్వమైనా సరే, ఏ ప్రభుత్వమైనా సరే శాశ్వతంగా నిలబడుతుందని చెప్పడానికి వీల్లేదు. రేపు ఎవరు అధికారంలోకి వస్తారో, జైలుకుపోయి ఎవరు బాధలు అనుభవిస్తారో చెప్పలేము. మన చేతులారా చేసిన చట్టాలు మనమే అనుభవించవలసి వచ్చినప్పుడు మనకు తెలుస్తుంది. అటువంటి దుర్గతి పట్టుకుండా వుండాలంటే దీనిలో కొన్ని మార్పులు తీసుకు రావలసిన అవసరం వుంది. వాటిని ప్రతిపక్షం మీముందు వుంచటం జరుగుతోంది. అయితే ఈ బిల్లును చూచినప్పుడు సేను అనుకొన్నది, ఇది ఖైదీలకు సౌకర్యాలు కాకుండా పోలీసు యాక్షన్ తరువాత జైలు అధికారులుగా వచ్చిన సింధీలు అమలు పరచిన నిర్బంధ విధానం, క్యాంపు జైల్లులో ప్రవేశపెట్టిన నిర్బంధవిధానం ఖైదీలను అణచిపెట్టి చెప్పచేతుల్లా వుంచుకోవాలంటే ఏ విధమైనటువంటి నిర్బంధ విధానాలు అవలంబించారో వాటినిన్నింటిని క్రొడీకరించి, చట్టవిరుద్ధంగా చేసిన ఆ వసులను ఇప్పుడు చట్ట సమ్మతంగా చేయడంకోసం, ఈ చట్టాన్ని తెచ్చినట్లు స్పష్టమవుతోంది. లేకపోతే ఈ రకమైనటువంటి చట్టాన్ని తీసుకురావలసిన అవసరం ఏమిటి? ఒక్క సౌకర్యం కూడా, దీనిలో, ఖైదీలకు చూపలేదు. సైజాంకాలలో ఆవుచేయబడ్డ కొరడా దెబ్బల విధానం పోలీసు యాక్షన్ తరువాత మళ్ళీ అమల్లోకి తెచ్చారు. ఆ రోజులలో తప్పని సరిగా కొంతమంది మీద దీనిని ఉపయోగించడం జరిగింది. ఖైదీలను అణచిపెట్టడంకోసం జైలు అధికారులన్న ఎవరైతే మాకు హక్కులున్నాయని అడుగుతారో వారిని అణచిపెట్టడంకోసం, వారి హక్కులను నాశనం చేయటంకోసం, ఈ కొరడా దెబ్బలు కొట్టించడం జరిగింది. ఈనాడుకూడా కొరడా దెబ్బల విధానం తీసుకురావడం అదే పరిస్థితులలో ఖైదీలను అణచి పెట్టడానికి తెచ్చారు. ‘ఇన్నాన్స్ ఇన్నాన్ బనానా హై’ అని చెబుతారు. ఒక మానవుడు తప్ప చేసినప్పుడు తిరిగి అతనికి మానవత్వం తీసుకురావాలంటే, ఎవరైతే ఆ ఖైదీమీద పెత్తనం చేస్తారో, అధికారం చెలాయుస్తారో వారివద్ద మానవత్వం లేనప్పుడు, ఆ ఖైదీని ఏ విధంగా మానవునిగా తయారు చేయగలుగుతారు? జైలు అధికారులలో సేను చూచినంతవరకు మానవత్వం కనపడలేదు. ఏ కాస్త విషయానికి కూడా తిట్టడం కొట్టడం, ముఖ్యంగా సింధీలు ఇక్కడికి వచ్చినప్పటినుండి జరుగు తోంది. అంతకు ముందు ఈ రకమైన చిత్రహింసగాని నిర్బంధ విధానం జైలులో అమలు జరుగుతున్నట్లు లేదు.

ఈ పెద్ద మనుష్యులు హైదరాబాదు సంస్థానానికి వచ్చిన తరువాత జైల్లోని నిర్బంధవిధానం చూస్తే, అవి కనీసం మానవుడు చేయవలసిన పనులు కావు. పూర్తిగా పశుత్వాన్ని అమలు జరిపారు సింధీలు. మామూలు సమస్యలకోసం—రాట్నో చాలుట లేదనిగాని, రోషాన్ని సక్రమంగా యివ్వడం లేదనిగాని, కంట్రాక్టరు కాజేస్తున్నారనిగాని అంటే కూర్చోబెట్టి బూటుకాళ్ళతో నెత్తిమీద తన్నేవారు. ఆ బూట్లకుపుండే ఇనుప సీలలు తగిలి ఖైదీలు బాధపడేవారు. మీరు ఆ బాధలు అనుభవిస్తే తెలుస్తుంది. జైలులో జపాలుచేస్తూ కూర్చోనిమా మీద ఏ నిర్బంధం చేయలేదు, జైలు అధికారులు బాగా ప్రవర్తిస్తున్నారు” అనిచెప్పడం ఈ ప్రభుత్వాన్ని పడగొట్టడం కోసం కుట్రలు పన్నుతున్నారు; వాళ్ళను అణచడం కోసం యివన్నీ లేబడుతున్నాయని అపహాస్యాలు చేయటం జరుగుతోంది. ఈ చట్టంలో ఇంకొకటూంది. ఖైదీ అనారోగ్యంగా వున్నట్లు నటించి నట్లయితే శిక్ష విధించబడుతుందని వుంది. అనారోగ్యంగా వున్నట్లు నటించుట ఎలా? వాస్తవానికి అనారోగ్యంగా వున్న జబ్బువచ్చిందని ఎవరు సర్టిఫై చేస్తారు? డాక్టరువద్దకు వెళ్ళాలి; ఆయన సర్టిఫై చేయాలి. కాని డాక్టరు సర్టిఫై చేయడని నేను గట్టిగా చెప్పగలను. నాకు అనుభవం వుంది. నేను పూర్ణరీ జబ్బుపల్ల బాధ పడుతుంటే డాక్టరువద్దకు వెళ్ళాను. అక్కడ ఖైదీలంతా వరండాలో కూర్చోని వుంటే, జమీందార్ కర్రతో వచ్చి మీకు రోగంగా వుందా? మందు కావాతా? అని కొట్టాడు. అతనిని డాక్టరు పిలిపించుతాడు—ఇంతమందిని ఇక్కడకు వస్తే ఎట్లాగూ? నేను ఇంటికి పోవద్దు—అని అంటాడు. అక్కడనుంచి ఖైదీలంతా తిరిగి కొట్లలోకి పోవలసి వుంటుంది. డాక్టరు సర్టిఫై చేయడు. అక్కడ డాక్టరు, సూపరింటెండెంట్ అంతా కలిసి ఖైదీలచేత పని ఎక్కువగా చేయించుకోవాలని ఆలోచిస్తారు. ఎక్కువ పని చేయించి ఎక్కువ పంటలు, ఎక్కువ వస్తువు చేయించి ఆ తయారైన సరుకును దొంగతనంగా మార్కెటుకు చేరవేసి అమ్ముకొనుట జైలు అధికారులకు పరిపాటే. అంతేగాని, ఖైదీలకుజబ్బు వచ్చినా, ఏమీ వచ్చినా సర్టిఫై చేయటం జరగదు. ఖైదీ జబ్బుగా వున్నడని గట్టిగా చెబితే, అతను పని ఎగ గొట్టడానికి అతా అంటున్నాడని ఎదురు తిరిగి మాట్లాడుతున్నాడని శిక్ష విధిస్తారు. దీనివల్ల ఒక ప్రక్క ఖైదీయొక్క ఆరోగ్యంగురించి శ్రద్ధ వహించక పోవడం, రెండోప్రక్క ఎదురు తిరగాడని పని చేయుటలేదని శిక్ష విధించడం జరుగుతోంది. ఖైదీలకు ఇన్ని శిక్షలు యిందులో పెట్టారు. గాని అధికారులు ఏదైనా తప్పు చేస్తే దానికేమో శిక్ష లేదు. వారికి దీనిలో ఏ శిక్షా చూపించ లేదు. ఖైదీలతో సత్ప్రవర్తన కలిగి వుండాలని, మానవత్వం కలిగి ప్రవర్తించాలని లేకపోతే శిక్ష విధింపబడుతుందని ఇందులో ఏమీ లేదు. ఒకటి చూపించారు. జైలు అధికారులు ఖైదీ ఆహారాన్ని కాజేయకూడదని వాళ్ళ ఆహారంలోనుంచి దీసుకోకూడదని వుంది. కాని తీసుకుంటే శిక్ష ఏమీ లేదు. అసలు అదే ఋజువు కావడానికి వీల్లేదు. ఎందుకంటే కంట్రాక్టర్లు, జైలు అధికారులు అంతా కలిసి ఈ పని చేస్తారు. అటువంటప్పుడు ఆహారంగురించి షిక్యాయతు చేయడానికి ఖైదీలకు వీలులేదు. షిక్యాయతు చేస్తే, ఎదురు ఖైదీలకే శిక్ష తయారౌతుంది. కాబట్టి ఎంతవేస్తే అంత ఆహారంతోటే తృప్తిపడివుండాలి. వాళ్ళకు వున్న యిబ్బందులుచెప్పు కోడానికి వీల్లేకుండా చేయుటవల్ల, వాళ్ళ ఆహారాన్ని కాజేస్తున్నా చెప్పకోడానికి, విచారించ డానికి అవకాశాలు లేవు. కాకపోతే జైల్లోకు పోయి చూడడానికి అవకాశం వుందన్నారు. ముందుగా జైలరుకు ఫలాని రోజున వస్తున్నామని తెలిపితే, ఆనాడు ఏర్పాటు చేస్తారు. ఖైదీల మనిగుడ్డలన్నీ శుభ్రంగా ఉతికించి తాడిగించడం, ఆరోజున పూర్తిగా వండించిపెట్టడం జరుగుతుంది.

ఈ విధంగానే రోజూ అక్కడ జరుగుతుందని రోజూ ఖైదీలను ఇలాగే చూస్తున్నారని చెబుతారు. ఖైదీలను అడిగినా పెడుతున్నారనే చెబుతారు. అలా చెప్పకపోతే తెల్లవారేసరికి వాళ్ళకు శిక్ష పడుతుంది. బేడీలు పేయడమో, గంజ్ లో పెట్టడమో, కొరడా దెబ్బలతో తోక ఏ శిక్ష పడుతుందో తెలియదు. అందుకని జైలు అధికారులతో పగ పెట్టుకోకూడదనే దృష్టితో వాళ్ళు మనముందు అక్కడ జరుగుతున్న విషయాలు చెప్పడానికి సిద్ధపడరు. ఖైదీల ఆహారాన్నుంచి కాజేస్తున్న దొంగలను పట్టుకోవడానికి అంతకన్నా అవకాశంలేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులో ఆ క్లాజు ఏదైతే వుందో అదే పెట్టడం అనవసరం. అక్కడకు ఎప్పుడు పడేతే అప్పుడు పెళ్ళి జైళ్ళ పరిస్థితులు విచారించడానికి ఒక విచారణ సంఘాన్ని నియమించి అవన్నీ విచారించడానికి పరిశీలించడానికి, లీర్పు ఇవ్వడానికి అవకాశం కల్పిస్తే బాగుంటుంది. అటువంటి సదుపాయాలేమీ లేకుండా ఖైదీలమీద పెత్తనం చెలాయించే అధికారులకే అలాంటి అవకాశాలు యివ్వడం వలన ఖైదీలకు ఎలాంటి సౌకర్యం వుండదు. ప్రతి పక్షంనుంచి విమర్శలు చాలా వచ్చాయి. ఈ విమర్శల నన్నుంచి దృష్టిలో పెట్టుకొని ఈ బిల్లును సవరించాలని కోరుతున్నాను. ఇప్పుడు వచ్చిన బిల్లు సరైన రూపంలో రాలేదు. కాబట్టి ఈ బిల్లులో చాలా ప్రధానమైన మార్పులు చేయవలసి యున్నది. అందుకని ఈ బిల్లును ఇప్పుడు పెంటనే పూర్తి చేయకుండా సెలెక్టు కమిటీకి పంపించి తిరిగి మరొకసారి ఆలోచించి మార్పులు చేసి శాసన సభలోకి తీసుకు రావాలని కోరుతూ నేను ముగిస్తున్నాను.

Shri L. K. Shroff (Raichur) : Without offering any apologies for speaking in English, I straightaway proceed to say a few words on what I feel about this Bill.

I have been hearing many hon. Members taking advantage of this opportunity to rip open a leaf from their own autobiographies. I find their experiences in Jail are being used to throw light upon the Bill and its consideration. But, I suppose, Sir, that whatever one's experience might have been in the past, the attitude and the frame of mind that we should bring for the consideration of this Bill should be some basic accepted principles.

There could be no two opinions about reforming a prisoner. Modern theories on this subject have been accepted by all people. Why, for that matter, if we go back even to old days, our scriptures make it very clear that the highest form of punishment for any kind of criminal offence is repentance; and repentance should be brought about not by giving bodily punishment but by bringing about a mental reformation. This is a commonly accepted principle. So, we have got to study this Bill from that point of view. And, if we find any lacuna in this, certainly it is quite open to us to bring in amendments.

The Statement of Objects and Reasons of this Bill makes one point clear, namely, that this Bill has been placed before the Assembly in order that legislation on the subject might be on a par with what is obtaining in the rest of India. So, it has got a limited object to serve. That is to say, it does not intend to proceed beyond what is obtaining in the other States of India. So there should be no surprise in finding that this is a modification in a way of the Central Act of 1900. Of course, there are certain provisions which are found in this Bill and which existed in that old Act of 1900, which do not appeal to our sense of justice, for instance, provisions regarding cellular (or solitary) confinement, whipping and such other matters. Certainly, we can bring in amendments to do away with these things.

Many criticisms that have been laid before this House on this Bill refer mostly to the details rather than to the principles. The details are generally found in the rules that will be prescribed by the Government under this Bill, which after passing will become an Act. If we find that the executive is being armed with powers, which it is not necessary or which it would be too much to do, we might try to amend the respective provisions. To say that all that is necessarily found in the Jail Manual should also be incorporated in this Bill would be too straining the provisions of the Bill. Of course, certain Members have gone to the extent of saying that this Bill has been prepared or even copied with the sole object of having a particular class of people in view or a particular section of people having certain political principles and following. I do not know why this view should be taken and having thought in that light Members have gone to the point of saying that a particular place of confinement should also be defined in this Bill; that separate arrangements should be made for separate Confinement of such prisoners, etc. I was surprised to hear some such recommendations from people who are day in and day out speaking about classless society and all that, but who want to have separate classes in jails. Well, as I said in the beginning, itself, this opportunity has been taken advantage of by Members for giving expression to their own experiences and we have got to take them that way. Barring that, I should say that this Bill serves the purposes for which it has been made, and, therefore, with some modifications and amendments we should not find it too much to accept it.

*شری اناراؤ گن مکھی (افضل پور) :- مسٹر اسپیکر سر - اس بل کے بارے میں جو کانٹرورسی ادھر اور ادھر کے آنریبل ممبرس کے درمیان پیدا ہو گئی ہے میں سمجھتا ہوں

کہ اس میں کچھ ایسی چیزیں ہیں جنکو سبجیکٹیو اپروچ (Subjective approach) کہتے ہیں - چونکہ بہت سے ممبرس جیل کی زندگی گزار چکے ہیں اس لئے اس سلسلہ میں آبجیکٹیو اپروچ (Objective approach) کرنا چاہتے ہیں - اگر واقعی اس قانون میں کسی قسم کی کمزوری ہے تو ادھر کے ممبرس اور ادھر کے ممبرس دونوں کو سوچنا چاہئے - پہلا اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۰ع کے سنٹرل ایکٹ کی کاپی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ سنہ ۱۹۰۰ع کا ہو یا اس سے بھی سو سال پہلے کا اگر کچھ اچھی چیزیں اس میں ہیں تو ہمکو قبول کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے - جو چیزیں سنہ ۱۹۰۰ع میں اچھی تھیں وہ سنہ ۱۹۵۴ع میں بری نہیں ہو سکتیں - اور اگر بری چیزیں تھیں تو آج اچھی نہیں ہو سکتیں - اگر ایسی چیزیں اس میں ہیں جو موجودہ سوسائٹی کے رہن سہن کے طریقوں کے خلاف ہیں تو اونکو ایڈجسٹ (Adjust) کیا جانا ضروری ہے - اگر ساج کے خیالات سے اسکا کوئی واسطہ نہیں ہے تو اسکو ریٹروگریسیو (Retrogressive) قانون کہا جا سکتا ہے - صرف اس بنا پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے کہ یہ سنہ ۱۹۰۰ع کا قانون ہے یا اسکی کاپی ہے - یہ ٹھیک نہیں ہے -

میں سمجھتا ہوں کہ پنشنمنٹ کے بارے میں یہ کہہ گیا ہے کہ ریٹری بیوٹیو پنشنمنٹ (Retributive punishment) نہیں بلکہ ریفار میٹیو پنشنمنٹ (Reformative punishment) ہونا چاہئے - یہ واقعہ ہے کہ انتقامانہ جذبے کے تحت کسی کو سزا نہیں دی جانی چاہئے - ایک شخص کو سزا ہونے کے بعد اسکی آزادی پوری طرح سلب ہو جاتی ہے کیونکہ وہ سوسائٹی میں رہنے کے قابل نہیں رہتا - آزادی سلب ہونے کے بعد اسکے حقوق کا سوال نہیں رہتا بلکہ ہیومن پلین (Human plane) پر کس حد تک اسکو ٹریٹ (Treat) کرنا چاہئے یہ سوال رہتا ہے - لیکن یہ کہنا ہے کہ وہ آزاد ہے اور جیل کو اپنے فادر ان لا (Father-in-law) کا گھر سمجھ کر مہان کے طور پر جا کر مراعات مانگنا درست نہیں ہو سکتا - یہ ضرور غور طلب ہے کہ جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کی صورت میں اسکو کس قسم کی سزا دی جانی چاہئے - چار قسم کی سزائیں ہوتی ہیں -

Whipping	۱ - وہپنگ
Ironing	۲ - آئرننگ
Extra labour	۳ - اکسٹرا لیبر
Separate	۴ - سپریٹ

رکھنا -

یہ چاروں چیزیں ہیومن (Human) نہیں ہیں - ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ قیدی خلاف ورزی کرتے ہیں تو جیل کے داروغہ یا وہاں کے دوسرے افسر خود ہی تحقیقات کرتے ہیں اور خود ہی سزا دیتے ہیں - یہ اعتراض صحیح نہیں ہے - کیونکہ وہ صرف ڈسپلن (Discipline) کی خلاف ورزی کی سزا دیتے ہیں - جو

انتظامی نوعیت کی ہوتی ہے۔ کوئی پینل کوڈ (Penal Code) کی خلاف ورزی کرے تو اسکو پھر کورٹ ہی بھیجا جاتا ہے۔ یہاں جو سزا دجائی ہے وہ جوڈیشیل نوعیت کی نہیں ہوتی بلکہ انتظامی ہوتی ہے۔ اس بل میں آگے کے پراویژن میں بالکل صاف طور پر کہا گیا ہے کہ کوئی کریمنل ایکٹس (Criminal Acts) کرتا ہے تو اسکو پینل کوڈ (Penal Code) کے تحت سزا دی جائے گی۔ اور اسے کورٹ کو بھیجا جائے گا۔

مسٹر چیرمن :- کیا آپ اور وقت لینگے ؟

شری انا راؤ گن مکھی :- ہاں میں اور وقت لونگا ۔

مسٹر چیرمن :- اب ہم پر خاست کرتے ہیں ۔ ساڑھے پانچ بجے ملیں گے ۔

The House then adjourned for recess till Half Past Five of the Clock.

The House reassembled after recess at Half Past Five of the Clock.

[Mr. Deputy Speaker in the Chair]

شری انا راؤ گن مکھی :- تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ڈسپلینری ایکشن (Disciplinary action) کے سلسلہ میں جو سزائیں دی جائیں گی اوس کے متعلق رولس بنانے کے پاورس گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ میں رکھے ہیں ۔ اس میں بھی پینل آفنس (Penal offences) کون کون سے ہوسکتے ہیں ۔ اور پینل آفنس کو سبسٹینٹیو آفنس (Substantive offences) ٹریٹ (Treat) کر کے اون کے لئے بھی کیا سزا مقرر ہونی چاہئے اوس سے متعلق اختیارات بھی گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو سزائیں دی جاتی ہیں وہ چار قسم کی ہوسکتی ہیں ۔ اس بل کے تحت وہپنگ (Whipping) کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سزا اس بل میں رہنے کے قطعاً لائق نہیں ہے ۔ اور وہ بھی اس زمانے میں ایک ایسا ان ہیومن (In human) فعل ہے جس کو کوئی متمدن موسا ٹی برداشت نہیں کرسکتی ۔ اس لئے ممبر انچارج سے میری یہ پرارتھنا ہے کہ وہ اس چیز کو اس بل سے نکال دیں ۔

Shri B. D. Deshmukh (Bhokardan-General): I think the Member-in-charge is not present in the House.

شری انا راؤ گن مکھی :- نوٹ تو لیا جا رہا ہے۔ بہر حال میں کہہ رہا تھا کہ وہپنگ کی سزا قطعاً بند کی جائے اور اوس کو اس بل سے نکال دیا جائے تو ٹھیک ہوگا اس قانون کے اڈمنسٹریٹیو سکشنس کے ذریعہ آئرننگ یعنی زنجیر وغیرہ پہنانا میں سمجھتا

ہوں کہ ڈینجرس (Dangerous) قسم کے قیدیوں کے لئے تو ٹھیک ہو سکتا ہے۔ لیکن عام حالات میں اگر کوئی قیدی جیل کے احکام کی خلاف ورزی کرے تو اس نمونہ کی سزا نہیں دی جانی چاہئے دوسری چیز سیلولر پنشنمنٹ (Cellular punishment) ہے وہ بھی اس زمانے کے تقاضے کے خلاف ہے۔ ملاقات کے وقت بھی اگر کوئی دوسرا شخص نظر آئے تو جیلر اس کو سیلولر پنشنمنٹ دیگا وہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح اودھر کے آرڈینل ممبرس نے ریمارک کیا سیلس (Cells) جو بنائے جاتے ہیں ان میں سورج کی روشنی نہیں پہنچتی اور نہ سینٹری ارینجمنٹ (Sanitary arrangement) رہتا ہے۔ لیکن اس کی بھی سزا دی جائے گی۔ زیادہ سے زیادہ اس کو قید تنہائی میں رکھا جا سکتا تھا جہاں اس کو اس کے دوست وغیرہ سے ملاقات کا موقع نہیں دیا جاسکتا تھا۔ ایکن انتقامی جذبہ کے تحت ان کو ڈنجنس (Dungeons) میں رکھنا ٹھیک نہیں کسی روم میں قید تنہائی کی سزا دی جا سکتی ہے۔ جہاں سورج کی روشنی پہنچ سکے اور سینٹری ارینجمنٹس ہوں۔ شاذ و نادر صورتوں میں جن قیدیوں کو علاحدہ رکھنے کی ضرورت محسوس ہو رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ڈنجنس میں رکھنا حالات کے منافی ہے۔ اس کے بعد قیدیوں سے اکسٹرا لیبر (Extra labour) لینے کے متعلق کہا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈینجرس قسم کے قیدیوں سے اکسٹرا لیبر لیا جا سکتا ہے۔ لیکن سزا کے طور پر اکسٹرا لیبر لینا ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ عدالتوں سے ان قیدیوں کو جو سزائے با مشقت دی جاتی ہے وہ خود کافی ہوتی ہے۔ لیکن جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کرنے پر ان کے لئے سزا تجویز کرنا اور ان کو ٹاٹ یا کمبل پہنانا موجود حالات میں ٹھیک نہیں ہے۔ جس وقت اس بل کے سلسلہ میں رولس فریم کئے جائیں گے اس وقت ان تمام چیزوں کو اپنی درستی میں رکھنا چاہئے۔ تاکہ قیدیوں کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ انسانی طریقہ پر جس طرح کا برتاؤ کیا جانا چاہئے وہ برتاؤ کیا جائے۔ اس کے علاوہ یہ بھی میں عرض کروں گا کہ سبسٹینٹیو آفسنس (Substantive offences) کے سلسلہ میں رول میکنگ پاورس (Rule making powers) جو گورنمنٹ لے رہی ہے وہ گویا اس اسمبلی کے اختیارات کو ڈیلیگیٹ (Delegate) کرنے کے مترادف ہے۔ یہ اختیارات کسی سب آرڈینیٹ لیجسلیشن کے ذریعہ کسی اکیزیٹیو کو نہیں ملنا چاہئے۔ بلکہ جیل کے احکام کی خلاف ورزی یا سبسٹینٹیو آفسنس کے متعلق اس قانون میں بھی سزا کا اندراج ہونا چاہئے کہ کون کون سی خلاف ورزیاں آفسنس کہلائی جاسکتی ہیں ان کے متعلق کیا کیا سزا اس قانون کے تحت دی جاسکتی ہے۔ اس کا ایک خاکہ اگر اس بل میں رکھا جاتا تو مناسب تھا۔ لیکن اس طرح پاورس ڈیلیگیٹ کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ ڈسپلن کی خلاف ورزی کی صورت میں جیل سپرنٹنڈنٹ سزا دیگا۔ لیکن کیا گورنمنٹ اس کے متعلق نہیں سوچ سکتی کہ اس طرح کی جو اڈمنسٹریٹیو سزائیں دی جائیں گی ان کی بھی تحقیقات کیوں نہ کی جائے۔ کیوں نہ ان قیدیوں کا چالان کیا جائے جو ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتے ہوں۔ اس کے متعلق ثبوت پیش کر کے عدالت سے سزا دلائی جاسکتی ہے۔ قیدیوں کو خود عدالت سے سزا ملتی ہے پھر جیلر بھی سزا دیتا ہے

یہ دونوں سزائیں قیدیوں کو نہیں دی جانی چاہئیں۔ اون کو اس کا سبجکٹ (Subject) نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ جیل کے رفاہی کے سلسلہ میں جو رفاہی کئے جانے چاہئیں وہ رول میکنگ پاورس کے تحت کریں تو اچھا ہوگا۔ جیسا کہ اوس طرف کے آئریبل ممبرس نے کہا کہ اگر کوئی شخص کوئی پرووکیٹیو (Provocative) الفاظ استعمال کرتا ہے تو گویا جیل کے ڈسپلن کی خلاف ورزی کرتا ہے اوس کو سزا دی جاسکیگی ایک شخص جو یہ نہیں سمجھ سکتا ہو کہ کس قسم کے الفاظ آفینسیو (Offensive) یا ڈفینسیو (Defensive) قسم کے ہیں۔ اس ملک کا رواج کیا ہے ان تمام چیزوں کو سبجکٹیو آئیٹیوڈ (Subjective attitude) سے ویو (View) کریں تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس لئے محض الفاظ کی بنا پر کہ یہ الفاظ آفینسیو ہیں یا پرووکیٹیو ہیں جیلر کو سزا دینے کا اختیار دینا گویا اوس کو غیر معمولی اختیارات دینے کے مترادف ہوگا۔ جیسا کہ ایک چیف جسٹس نے کہا

‘Hard words break no bones’

یعنی سخت الفاظ سے کسی کی ہڈی نہیں ٹوٹی۔ کسی چیز سے مارنے سے نقصان پہنچ سکتا ہو لیکن محض سخت الفاظ کو بیس بنا کر سزا دینا ٹھیک نہیں ہے۔ جیل کے آفیسرس قیدیوں کے ساتھ جس قسم کا برتاؤ کریں گے وہ لوگ بھی اون کے ساتھ اوسی قسم کا برتاؤ کریں گے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ اگر اون کی اصلاح کا مقصد ہو تو اون کے ساتھ زیادہ سے زیادہ نرمی کی جانی چاہئے۔ تاکہ اون کو ریفارم کیا جاسکے۔ کسی انتقامی جذبہ کے تحت سزا نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ اگر کوئی شخص سزا پا کر جیل میں آئے تو ہماری کوشش اوس کے متعلق یہ ہونی چاہئے کہ اوس کا ریفارمیشن (Reformation) ہو اور سوسائٹی میں جائے تو اپنا مقام پاسکے۔ جیل میں رکھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اوس کو سوسائٹی سے کچھ عرصہ کے لئے علیحدہ رکھا جائے۔ ہمیشہ کے لئے تو اوس کو علیحدہ نہیں رکھا جا سکتا۔ اگر جیل میں بھی سختی کی جائے گی تو اوس کا جو روگ ہے اور جو سائیکالوجیکل ڈفیکٹ (Psychological defect) اوس میں ہے وہ دور نہیں ہوگا۔ میں یہ کہنے والوں میں سے نہیں ہوں کہ جیل میں ڈسپلن نہیں ہونا چاہئے۔ یا اوس کو ممنوعہ کام کرنے کی آزادی رہنی چاہئے۔ اوس پر قیود عائد کرنا چاہئے۔ جب اوس کی باہر کی آزادی سلب ہو جاتی ہے تو پھر وہاں آزادی کا سوال نہیں رہتا۔ لیکن اوس کے ساتھ کس طرح کا ٹریٹمنٹ (Treatment) کیا جائے یہ دیکھنا ضروری ہے۔ اوس کے جو فنڈامینٹل رائٹس (Fundamental Rights) ہیں یعنی اگر وہ سزا یافتہ نہ ہو اور اوس کو اگر باہر سے کھانا کپڑا نہ مل سکتا ہو تو مناسب کھانا اور کپڑا دیا جانا چاہئے۔ یہ اوس کے ایلمنٹری رائٹس (Elementary Rights) ہیں جن کو ڈینائی نہیں کیا جاسکتا۔ اور تمام سہولتیں جو ممکن ہوں قیدیوں کو دینا چاہئے۔ یہ گویا اس بل کا مقصد ہونا چاہئے۔ سبسیڈیری جیلوں کے اعلان کرنے کا اختیار بھی لے لیا گیا ہے۔ بعض تعلقات میں ایک آدھ کمرہ ہوتا ہے۔ وہیں پائخانہ وغیرہ کھائے

پینے کا انتظام اور وہیں مجرم کو رکھا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں اچھی جیلیں ہوں لیکن تعلقہ ہیڈ کوارٹرس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا نام تو جیل ہوتا ہے لیکن وہ دراصل ڈنجنس ہوتے ہیں۔ وہاں نہ ہوا آسکتی ہے اور نہ روشنی وہاں کی کنڈیشن بھی ان سینٹری (Insanitary) ہوتی ہے اور ملزموں کو وہیں رکھ کر تحقیقات کرائی جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہمارا مقصد پرنس کو ریفارم کرنا ہے تو اولاً ان کی حالت کو سدھارنا چاہئے اور ایک یونیفارم پیٹرن (Uniform pattern) لیکر تمام جیلوں کی از سر نو تنظیم کرنا چاہئے اگر اسکے لئے اخراجات ہوتے ہیں تو اس کی پروا نہ کی جانی چاہئے لیکن کنڈیشن کو بہتر بنا کر جیل کو اس قابل بنانا چاہئے کہ وہاں ایک ہیومن لائف (Human life) گزر سکے اور وہاں انڈر ٹرائلس (Under-trials) اور قیدیوں کو رکھا جاسکے۔ اس طرف گورنمنٹ کو خاص توجہ دینی چاہئے۔

سزاؤں کے بارے میں میں اس سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ مزید یہ کہ وہپنگ (Whipping) کی سزا ختم ہونی چاہئے۔ اور اسی طرح پابہ زنجیر کرنے کی سزا بھی معمولی صورتوں میں نہ دیجانی چاہئے۔ نیز یہ کہ قیدیوں سے ایکسٹرا لیبر (Extra labour) لینا بھی صحیح نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے انکی ہلت (Health) بگڑ جاتی ہے کیونکہ عام طور پر ڈاکٹر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ہٹا کٹا آدمی ہے اس سے دس پندرہ گھنٹے کام لئے سکتے ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ پہلے سے جو قید با مشقت کی سزا بھگت رہے ہیں، اسے اور زیادہ مشقت لیں تو یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

میں اور ایک چیز یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر جیل میں کوئی قیدی افنس (Offence) کرتا ہے تو اسکو کاگنیزبل افنس (Cognizable offence) قرار دیکر عدالت میں پیش کیا جائے اور اگر وہاں اوسکے کے لئے مزید سزا کی تجویز ہوتی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اور اس میں کوئی چیز قابل اعتراض نہ ہوگی اس کے ساتھ ساتھ اور ایک چیز یہ ہے کہ جیل ادھیکاریوں کو رول میکنگ پاورس بہت زیادہ نہ دینا چاہئے۔ مجھے اس بارے میں شکائیں سننے کا موقع ہوا کہ راشنس بھی پورے نہیں دئے جاتے اور بدننگ وغیرہ بھی نہیں دیجاتی۔ اس طرح کی بے ضابطگیاں رول میکنگ کے ذریعہ ختم ہو سکتی ہیں۔ اس لئے یہ پاور جیل اتھارٹیز کو نہ دیا جانا چاہئے۔

* شری اندانپا (کشیگی) :- مسٹر اسپیکر سر۔ پیش شدہ بل پر کافی بحث ہو چکی ہے مگر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے جیسے زمانہ بدلتا ہے ویسی ویسی تبدیلیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگوں میں تعلیم کا فقدان تھا یا انہیں شعور نہ تھا وہ ایک سامراجی دور تھا اور اوسوقت اپنی آسائش کے معاملات میں آواز بلند کرنا بھی بجائے خود جرم تھا۔ لیکن اب جتنا راج قائم ہو چکا ہے اس لئے انسان ہر قسم کی سہولتیں حاصل کرنے کا متمنی ہے۔ وہ سہولتیں جنکے لئے اوسنے کافی قربانیاں دی ہیں۔

ہمارے پاس زمین کی کمی کی وجہ سے ذرائع آمدنی نہیں رہے ہیں اور چونکہ معاشی حالات بھی ٹھیک نہیں ہیں اس لئے حکومت بھی پوری پوری سہولتیں نہیں دے سکتی ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں۔ اکثر انسان اپنے حالات میں تبدیلیاں خود پیدا کرتا ہے اور تا بحد امکان اپنے نفس پر قابو رکھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نفس اوس پر غالب آجاتا ہے اور انسان اس مجبوری کے عالم میں وہ کام کرتا جاتا ہے (چاہے وہ اوسکی ضروریات رفع کرنے کے لئے ہی کیوں نہ ہو) جو قانون کی خلاف ورزی تصور ہوتا ہے۔ اس طرح بحالت مجبوری انسان مجرم بن جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص اپنے آپ جرم کر کے جیل جانا نہیں چاہتا۔ مگر وہ مجبور ہو کر جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور جیل جاتا ہے اس کے لئے ایک آسان منال پیش کرتا ہوں۔ خواہ تعلیم یافتہ ہو یا غیر تعلیم یافتہ ہر شخص کی اپنی مجبوریات ہوتی ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ مجبوریات اوسکے کنٹرول سے باہر ہو جاتی ہیں۔ بیروزگاری ہی کو لیجئے۔ آج کل اس بھیانک بیروزگاری کی وجہ سے سنجیدہ طور پر سوچنے والے لوگ بھی پریشان ہیں وہ عقل سے کام لینا چاہتے ہیں لیکن حکومت کی طرف سے کوئی سہیتا نہیں مل رہی ہے اور نہ سوسائٹی انکی امداد کر رہی ہے۔ انک طرف بیروزگاری اور دوسری طرف بھاری ذمہ داریاں ہیں اور وہ انکو مجبور کر دیتی ہیں تو نفس کی خواہشات یا ضروریات کو رفع کرنے کے لئے گوکہ اونکا ضمیر انہیں لعنت ملامت کرتا ہے ایک عمل کریہتہ ہے تو وہ قانون کی گرفت میں آکر مجرم قرار دئے جاتے ہیں۔ جرائم کے کئی اقسام ہیں اور انکے لحاظ سے کم زیادہ سزائیں بھی ہیں۔ جیل میں کسی مجرم کو بھیجنے اور انسداد جرائم کی تدابیر اختیار کرنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو شخص جیل جاتا ہے تو وہاں اوسکی رہائش کا انتظام اور اوسکے ساتھ سلوک ناقابل برداشت نہ ہونا چاہئے۔ خاص طور پر اس زمانے میں جبکہ جتنا راج قائم ہو چکا ہے تو قیدیوں کے ساتھ بھی جو سلوک ہونا چاہئے وہ ناروا نہ ہو اور انکو جائز سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے حکومت امداد کرے۔ ساتھ ساتھ اسکو ایک ناگرک (ناگرک) سمجھتے ہوئے اسکے ساتھ ایسا سلوک کیا جانا چاہئے کہ وہ اپنے سابقہ اعمال اور کردار پر پینٹ (Repent) کرتے ہوئے نفس کی زیادتیوں کو ختم کرے اور آئندہ کیلئے اچھے کام کرنے کی خاطر اپنی صلاحیتوں کو ابھارنے کی کوشش کرے۔ قیدی کو بھی ایک انسان کا رتبہ دیکر کچھ سہولتیں دینا ضروری ہے کیونکہ ایک مرتبہ جرم کر کے سزا بھگتنے کے باوجود بھی اس میں ایک اچھا ناگرک بنتے اور اپنے گھر دار کو سنہالنے کی قوت باقی رہتی ہے اسلئے جیل خانہ میں بھی اسکی غذا۔ اسکی رہائش اور دیگر چیزوں کے متعلق معمولی سہولتیں مانگی جا رہی ہیں۔ اسلئے موجودہ حکومت قیدیوں پر زیادہ توجہ دیکر انکو اچھے ناگرک بنائے۔ اگر لوگ بیمار ہوں اور ہر وقت علاج نہ ہو تو اموات ہوتی ہیں۔ اسی طرح قیدیوں کا بھی حال ہے۔ انکے روحانی علاج کی طرف زیادہ توجہ دینا چاہئے۔ انکو ایک اچھا شہری بننے کے پورے پورے مواقع سربراہ کرنے چاہئیں۔ تنہائی میں وقت گزارنے کی وجہ سے

وہ خود بخود مجبور ہو جاتے ہیں اور اس کا انکی صحت پر بھی بہت اثر پڑنے کا امکان ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ معمولی سہولتیں بھی مہیا نہ کی جائیں تو ان پر بڑی سختی ہوگی۔ خصوصاً اونکے عزیزوں سے ملاقات کرنے کے بارے میں سختی نہ کی جائے اگر باپ، جیل میں ہے اور اسکے بیٹے یا بیٹی کی شادی ہو رہی ہے تو وہ زندہ رہنے کے باوجود چونکہ وہ جیل میں ہے شادی میں شرکت نہیں کر سکتا۔ انسانی ہمدردی اور انسانی قربت کے پیش نظر اسکو ضمانت پر رہا کر کے شرکت کا موقع دینا چاہئے۔ انہیں اس بات کا موقع ہونا چاہئے کہ وہ اپنے گھر دار کے معاملات میں گفتگو کر سکیں اور اپنے عزیزوں سے ملاقات کر سکیں تاکہ اچھے اعمال کرنے کی انہیں ترغیب ہو اور جیل سے چھوٹنے پر وہ پھر کبھی جرائم کا ارتکاب نہ کریں۔ انسداد جرائم کی ایک ذمہ داری حکومت پر ہے اس لئے قیدیوں کے نفس کی زیادتیوں کو گھٹانا اور انہیں ایک اچھا ناگرک بنانے کے لئے یہ ایک اچھا وقت ہوتا ہے جبکہ قیدی جیل میں رہتا ہے۔ اسلئے قیدیوں کے ساتھ بھی حکومت اچھا سلوک کرے۔ انکے ساتھ ایک بھائی اور ناگرک کے ساتھ جیسا کہ تاؤ کیا جاتا ہے ویسا برتاؤ کرے تاکہ آئندہ کیلئے انہیں عبرت ہو اور وہ آئندہ جرائم سے باز رہیں محض اس لئے کہ وہ ایک برا کام کر کے وہاں چلا گیا ہے اسکے ساتھ برا سلوک نہ کیا جائے ان چیزوں کی جو کمی ہے اوسکو اس قانون کے ذریعہ رائج کیا جائے تو مناسب ہے۔

* شری ایل - این - ریڈی (وردھنا پیٹھ) :- مسٹراسپیکر سر - اب ہمارے سامنے جو پرنس بل آیا ہے اس پر اوس طرف کے اور اس طرف کے آنریبل ممبرس نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ خاص طور پر اوس طرف کے چند آنریبل ممبرس نے نہایت سنجیدگی سے سوچ کر کم از کم اس بل کے بارے میں یہ بتلایا کہ آج کے حالات میں حقیقت میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ مگر سوائے ان چند آنریبل ممبرس کے دوسرے آنریبل ممبرس نے اس بل کی تائید میں کہا اور یہ بتلایا کہ اپوزیشن کی جانب سے جو مطالبات کئے جا رہے ہیں وہ قیدیوں کے لئے لکڑی (Luxuries) ہیں اس لئے انکے مطالبات ناقابل عمل ہیں۔ یہ ان کا استدلال تھا۔ میں ادباً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا کنسپشن (Conception) آج کے بدلتے ہوئے حالات کے لحاظ سے صحیح نہیں ہے وہ کنسپشن فیوڈل ڈیز (Feudal days) کا ہوسکتا ہے۔ یہ اوس زمانہ کا کنسپشن ہوسکتا ہے جبکہ طرح طرح سے لوگوں کو گناہگار بنانے اور حقیر نظروں سے دیکھتے تھے۔ آپ دیکھئے کہ قتل کے مقدمات میں کیسے لوگوں کو ماخوذ کیا جاتا تھا۔ اگر قتل کے مجرمین کے لئے سہولتیں مانگی جاتی تھیں تو کہتے تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ لیکن قتل کیوں ہوا اس پر غور نہیں کیا جاتا تھا۔ ایسا ہی اب آپ بھی غور نہیں کر رہے ہیں۔ جھگڑے کیوں ہوتے ہیں۔ وارداتیں کیوں عمل میں آتی ہیں انکی اصل وجہ کیا ہے اس کا پتہ چلانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ کسی کو جائداد سے محروم کیا جاتا ہے تو کسی کو قانون کی خلاف ورزی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر جرائم کا ارتکاب ہوا کرتا ہے۔ وہ جرم صرف اسی صورت میں

کرتا ہے جبکہ وہ مجبور ہو جائے۔ اویسے قانونی سہولتیں حاصل کرنے سے باز رکھا جائے۔ لیکن یہ نہیں سوچتے۔ بلکہ یہ بتلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مقتول کے بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا ہم بھی مقتول کے حقوق کو مانتے ہیں اور اس کے لواحقین کو ضرور حقوق ملنے چاہئیں لیکن خواہ مخواہ کوئی شخص کسی کا قتل تو نہیں کرتا۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ اویسے یہ معلوم ہو کہ اس فعل کے انجام دینے کے بعد اویسے کیا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ اسی طرح چوری کی وارداتیں کیوں ہوتی ہیں۔ آجکل پیروزگاری ہونے کی وجہ سے پیٹ بھر کھانا تک نہیں ملتا تو وہ چوری کرنے پر مجبور ہوتے۔ ان کے لئے آج ہارا کانسٹیبلشن یہ گیارنٹی نہیں کرتا کہ ہم آپ کو کام دینگے۔ یہ گیارنٹی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مجبور ہو کر مختلف طریقوں سے روزی کمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جرم کے ارتکاب کے لئے کوئی نہ کوئی معاشی وجہ ضرور ہوتی ہے۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ کوئی شخص اپنی مرضی سے خوشی حاصل کرنے کے لئے جرم نہیں کرتا اور جیل جاتا ہے تو اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جانا چاہیئے وہ قابل غور ہے۔ اگر جیل میں غیر انسانی سلوک کیا جائے تو قیدیوں کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیئے۔ پرانے اصولوں کے لحاظ سے جو سلوک انکے ساتھ کیا جا رہا ہے اس پر غور کر کے اس کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ سب لوگوں کا تجربہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کے ساتھ انسان کی حیثیت سے سلوک نہیں کیا جاتا۔ انکی آزادی سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم باہر رہ کر جس طرح جو چاہے کرتے ہیں وہاں وہ بھی ویسا ہی کریں لیکن اچھی حالت میں رہنے کے لئے بھی انہیں موقع نہیں ہے۔ جیل اتھارٹیز (Jail Authorities) انہیں انسان ہی نہیں سمجھتے۔ وہاں تو معاملہ ”معروضہ“ کرنے سے شروع ہوتا ہے۔ جیل میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”میری یہ خواہش ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے۔“ اگر وہ ایسا کہے تو اس کو ڈرایا جاتا ہے اور مار پیٹ کی جاتی ہے۔ میں اس کی ایک دو مثالیں دیتا ہوں۔ جب مہتمم صاحب یا جیلر صاحب آتے ہیں تو انہیں کمر بستہ اور سر جھکا کر کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ کیا آج ڈیموکریٹک ایج (Democratic age) میں یہ چیزیں جائز سمجھی جاسکتی ہیں؟ ایسے رولس وہاں بنے ہوئے ہیں تو وہ اس قانون کے خلاف پڑتے ہیں یا موافق پڑتے ہیں میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔ وہاں ایک انسان کو انسان کی حیثیت سے ٹریٹ (Treat) نہیں کیا جاتا۔ کوئی قیدی یا کوئی انڈر ٹرائل (Under-trial) جو جیل میں رہتا ہے سوائے اپنے لئے کچھ بولنے کے، بازو میں چاہے دوسرا قیدی کتنی ہی تکلیف میں کیوں نہ ہو اس کے متعلق کچھ نہیں بول سکتا۔ میرا یا یہاں کے اکثر لوگوں کا یہ تجربہ ہے۔ وہاں کے حکام یہ کہتے ہیں کہ تم دوسروں کے متعلق کچھ نہیں بول سکتے اگر بولینگے تو ہم تم کو سزا دیں گے۔ کیا آج دنیا میں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بھائی کئی مشکلات میں مبتلا ہو اور اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتے۔ کیا آج کے حالات میں یہ جائز ہو سکتا ہے؟ ٹریزری بنچس بڑے فخر سے کہہ رہے تھے کہ ایک دفعہ بھی اس بل میں ایسا بتلانیسے۔ انہوں نے یہ چارج لگایا کہ اوس طرف کے

لوگ قانون پڑھکر نہیں آئے۔ گویا اوس طرف کے لوگ ہی پڑھکر آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود وہ اس قانون کی تمام دفعات کو نہیں پڑھے ہیں۔ اگر وہ پڑھتے تو یہ گلبرنگ (Glaring) چیز کبھی انکی نظر سے نہ چوکتی۔ اس قانون میں خود درج ہے کہ ایک سیول پرنسز (Civil prisoner) یا ایک انڈر ٹرائل پرنسز (Under-trial prisoner) اپنے پاس کی چیز دوسرے سیول پرنسز یا انڈر ٹرائل پرنسز کو دے تو قواعد جیل کی خلاف ورزی ہوگی۔ جب میں جیل میں تھا تو دوسرے شخص کو ایک سگریٹ تک نہیں دے سکتا تھا۔ اگر کسی کے پاس زیادہ کپڑے ہیں اور دوسرے کے پاس کپڑے نہیں ہیں تو کپڑے تک نہیں دے سکتے۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس مکان سے کھانا آتا ہے تو بارو کے قیدی کو کھانا دینے سے منع کرتے ہیں۔ دفعہ ۳۶ میں یہ صاف صاف رکھا گیا ہے کہ کوئی قیدی کسی دوسرے قیدی کو کوئی چیز نہیں دے سکتا۔ کیا اس زمانے میں آپ ان چیزوں کو بحال رکھنا چاہتے ہیں۔ میں ٹریژری بنچس سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی شخص نے جیل میں جانے کے بعد ہم ہمیشہ کے لئے اوس کے انسانی ہمدردی کے جذبہ کو کچل دینا چاہتے ہیں۔ آپ کے قانون میں کیا ہے آنکھ کھول کر دیکھ لیجئے۔ آپ ہر ایک دفعہ کو بغور ملاحظہ فرمائیں تو اس میں انسانیت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے بہت سی چیزیں ملینگی اور اگر ہم انکو رمو (Remove) نہیں کریں گے تو بہت ہی برے نتائج برآمد ہوں گے۔ آج جیل سے چھوٹتے ہیں تو پھر دوسرے تیسرے دن جرم کر کے وہاں واپس چلے جاتے ہیں ایسا کیوں ہوتا ہے آپ اس پر غور نہیں کر رہے ہیں۔ انہیں بہتر تربیت کیوں نہیں دی جاتی۔ ان کے دماغ میں یہ کیوں بٹھا دیا جاتا ہے کہ جیل میں رہتے ہیں تو دو روٹی اور دال برابر ملتی ہے۔ اس نقطہ نظر کو بدلنے کے لئے کوئی چیز قانون میں نہیں ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ قیدیوں کے حقوق کے متعلق ہمیں کئی چیزوں پر غور کرنا چاہئے مثلاً یہ کہ قیدیوں سے کتنے گھنٹے کام لینا چاہئے۔ اگر کام لینا ہی ہے تو کس قسم کے قیدیوں سے کیا کام لیا جانا چاہئے۔ اور اگر کام لیتے ہیں تو کیا معاوضہ انکو دیا جانا چاہئے ہم ان لوگوں کی طرف سے معاوضہ دینے کے لئے مانگ نہیں کر رہے ہیں جو باہر کام کر رہے ہیں۔ لیکن جب وہ جیل میں کام کرتے ہیں تو انہیں کچھ نہ کچھ معاوضہ ملنا چاہئے تا کہ اس سے انہیں کام کرنے کی ترغیب ہو اور جیسا کہ ہوم منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں انہیں جیل میں سہولتیں دی گئی ہیں تو انکے پاس خرچ کرنے کے لئے پیسہ بھی ہونا چاہئے۔ نیز یہ کہ جب وہ جیل سے چھوٹتے ہیں تو وہ اپنے جمع شدہ پیسے سے کام لے سکتے ہیں اسلئے باہر جو معاوضہ ملتا ہے کم از کم اسکا نصف اونکو وہاں ملنا چاہئے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ جیل میں ۹ - ۱۰ گھنٹے کام لیکر ماہانہ ایک روپیہ سے زیادہ کسی قیدی کو نہیں دیتے۔ کیا آپ ان چیزوں کو آج بھی رائج رکھنا چاہتے ہیں کیا یہی انسانیت ہے۔ اگر معقول معاوضہ دینے کے لئے کوئی گنجائش رکھتے تو ہم اس قانون کو بہتر سمجھتے۔ چاہے آج تک کی ترمیمات۔

اس قانون میں لائی گئی ہوں لیکن ۱۹۵۰ء میں ہندوستانیوں کو کچلنے کے لئے جو اصول اختیار کئے گئے تھے وہی آج بھی اس میں مضمحل ہیں۔ کوئی نیا اصول اس میں نظر نہیں آتا۔

اسکے بعد میں قیدیوں کی تعلیم کے منعقد کہونگا۔ اگر آپ اسکو اسٹائیوٹری (Statutory) قرار دیں تو سب ہی لوگ اسکو مناسب سمجھیں گے۔ بعض قیدیوں کو دو چار مہینے کی اور بعض کو ۱۰ - ۲۰ سال کی اور بعض کو حبس دوام کی سزا ہوتی ہے۔

آپ اپنے پر کیا پابندی عائد کر رہے ہیں۔ کیا لزوم اسکی وجہ سے عائد ہو رہا ہے اسکی کوئی صراحت نہیں ہے۔ اوکو جو کپڑے دئے جاتے ہیں وہ بھی سفیشنٹ (Sufficient) نہیں ہوتے اور آپ کہتے ہیں کہ سفیشنٹ نمبر میں دینگے۔ اس طرح کے مبہم الفاظ رکھے گئے ہیں اس سے کیا فائدہ ہے۔ وہاں ایک پاجامہ اور ایک کرتا دیا جاتا ہے۔ ہم ایک زمانے سے مانگ کر رہے ہیں کہ دھوق دینی چاہئے لیکن آج تک ہماری یہ مانگ پوری نہیں ہوئی۔ نیشنل ڈریس (National dress) اسکے کیا معنی ہیں۔ کیا اسی پاجامے اور کرتے کو نیشنل ڈریس کہا جاسکتا ہے جہاں انکے حقوق کا سوال آتا ہے تو آپ کوئی صراحت نہیں کرتے بلکہ مبہم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اسلئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرونگا کہ وہ ان چیزوں پر غور کریں۔ جیل کے عہدہ داروں کے کیا فرائض ہیں اور کن لوگوں کو جیل کا عہدہ دار سمجھا جائیگا۔ یہ چیزیں اس میں نمایاں ہیں۔ جو سزائیں ناقابل برداشت سمجھی جاتی تھیں انکے خلاف برٹش گورنمنٹ کے زمانے سے لوگ بھوک ہڑتال کر کے اور مختلف طریقوں سے لڑے ہیں۔ ہمارے بڑے بڑے لیڈروں نے کتابیں لکھی ہیں۔ پنڈت جی نے بھی کتابیں لکھی ہیں کہ جیلوں میں کس قسم کی اصلاح کرنی چاہئے ہم جو نعرہ مار رہے ہیں یہ کوئی نیا نعرہ نہیں ہے۔ جس وقت آپ جیلوں میں بند تھے تو آپ ہی نے مطالبہ کیا تھا کہ سیاسی قیدیوں کو اے کلاس دیا جائے۔ بے کلاس دیا جائے وغیرہ۔ لیکن افسوس کہ اس قانون میں یہ نہیں بتایا گیا ہے۔ سیاسی قیدیوں کو کون سے کلاس دئے جائیں گے اس بل میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ انڈیا میں بھی ایسے روایات ہیں۔ مگر اس میں اسکا ذکر نہیں ہے۔ کربنل برزورس اور ڈیٹینوز (Detenues) کے متعلق دیکھئے کہ دوسری جگہ کیا سہولتیں ہیں۔ مدراس میں دیکھئے کہ وہاں کیا سہولتیں دی گئی ہیں وہاں ڈیٹینوز کو روزانہ دو روپیہ بارہ آنہ بھتہ دیا جاتا ہے۔ کپڑوں کیلئے (۵) روپیہ الونس دیا جاتا ہے۔ انہیں فی ہفتہ ایک سوپ (Soap) دیا جاتا ہے۔ اور ٹوتھ پست (Tooth paste) دیا جاتا ہے۔ ہر تین مہینے کو ایک چپل دی جاتی ہے۔ یہ ساری چیزیں ہم نے لڑکر حاصل نہیں کی ہیں۔ آپ ہی لوگوں نے حاصل کی ہیں جب آپ جیل میں تھے۔ لیکن افسوس کہ آج یہ ساری چیزیں اس قانون میں نہیں ہیں۔ آج اس میں جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ نظام کے زمانے میں بھی عملاً نہیں تھیں۔ گو جیل مینول میں اونکا اندراج تھا

لیکن عمل میں نہیں لائے جاتے تھے۔ آپ نے اس میں ٹاٹ پتری کا لباس تجویز کیا ہے میں بوجھتا ہوں کہ آج کے زمانے میں کوئی اسکا تصور بھی کرسکتا ہے۔ میں نہ سمجھ سکا کہ آپ کا دماغ کس طرف کام کر رہا ہے۔ آپ اون باتوں کی تقلید کرنا چاہتے ہیں جو سامراجی زمانے کی باتیں تھیں۔ جسکے خلاف کئی سال تک ہم اڑ چکے ہیں۔ بید کی سزا کی دونوں جانب سے مذمت کی گئی ہے ممکن ہے کہ آئریبل منسٹر اس پر مکرر غور کریں۔ پینل ڈائیٹ (Penal diet) کے متعلق کلاز ۶۶ سب کلاز ۹ میں یہ بتایا گیا ہے۔

“penal diet, that is, restriction of diet in such manner and subject to such conditions regarding labour as may be prescribed by the Government.”

یہ پینل ڈائیٹ کا بھی عجیب قصہ ہے۔ جب کوئی جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کرے تو جیل کے عہدہ دار ایک ہفتہ دو ہفتے گنجی (جسکو جیل میں کانجی کہا جاتا ہے) پلاتے ہیں۔ جسکو تلنکی میں گنجی کہا جاتا ہے۔ اسکو ہانی نمک اور آٹا ملا کر بناتے ہیں۔ آپ جیل کی یہی اصلاح کر رہے ہیں۔ اسی طرح انسان کو انسان بنانے کی فکر ہے۔ امپوزیشن آف فٹرس (Imposition of fetters) ہینڈ کفس (Handcuffs) اڑدندا - کڑدندا - یہ چیزیں اس قدر خراب ہیں کہ انکو پہنکر تھوڑی دور چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی کڑی سزائیں آپ نے اس قانون میں رکھی ہیں۔

آئی. شےراو واہمارے (نیلنگا):۔ آڈا دڈا کب ڈالتے ہیں؟

شری ایل۔ این۔ ریڈی:۔ جب جیل کے عہدہ دار یہ سمجھتے ہیں کہ قیدی جیل کے قواعد کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو یہ چیزیں ڈالتے ہیں۔ بہر حال اس بل کو دیکھنے کے بعد یہ معلوم ہو گیا کہ آج جیلوں میں جو عمل اختیار کیا جا رہا ہے اس کو لیگلائز (Legalise) کرنے کے لئے یہ قانون لایا جا رہا ہے۔ کوئی سہولت اس میں نہیں ہے اگر وہ تو بتائے اس بل کو سامنے رکھ کر بتائے کہ فلاں چیز اس میں نئی ہے جو پہلے قانون میں نہیں تھی۔

سولیٹری کنفائنمنٹ (Solitary confinement)۔ یہ قیدی کے دماغ پر نہایت برا اثر کرنے والی چیز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ لوگ جاتے جاتے نظر آتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے۔ دوسرا سنگل گنج ہوتا ہے اور تیسرا ڈبل گنج ڈبل گنج کے دو دروازے ہوتے ہیں۔ ایک سرکل رہتا ہے اور اس پر بھی پٹی لگی رہتی ہے۔ اس میں رہنے والے قیدیوں کو گھومنے کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔ بعض وقت تھوڑا سا موقع دیتے بھی ہیں لیکن ہم کو اس زمانے میں ایسا موقع نہیں دیا جاتا تھا۔ چوتھا برج گنج ہوتا ہے۔ اس میں سے کوئی آدمی نظر نہیں آسکتا صرف دیوار نظر آتی ہے۔ اس بل میں آپ تین سہینے یا ایک سہینے کی سزا کا اختیار سہتم کو دے رہے ہیں۔ قانون تعزیرات

کے تحت مجسٹریٹ کو بھی ایک مہینے سے زیادہ مدت تک ایسی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے۔ مجسٹریٹ کو اختیار نہیں ہے کہ وہ ایک مہینے سے زیادہ سپریٹ کنفائنمنٹ (Separate confinement) سزا دے۔ اس میں بھی وقفہ دیا جاتا ہے ایک ہفتہ سے زیادہ ایک وقت میں نہیں رکھا جاسکتا۔ جب بینل کوڈ میں مجسٹریٹ کے اختیار کو اس طرح محدود کیا گیا ہے تو آپ یہاں تین مہینے اور ایک مہینے کے جو اختیارات مہتمم کو دے رہے ہیں وہ غلط ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ دوسروں سے ملتے نہیں دیا جاتا لیکن دوسرے لوگ نظر آتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ سپریٹ کنفائنمنٹس (Separate confinements) نہیں ہوتے۔ قانون تعزیرات میں اس کے معنی صاف ہیں آپ اس کو کیسے بدل سکتے ہیں۔ وہاں قیدیوں کو جیل مینول بھی نہیں دیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صرف عہدہ داروں کے استعمال کے لئے ہے۔

ڈپٹی مینسٹر فائر ہوم (شری. شری نواس راو اہلیکار) :- یہاں پر رکھا ہوا ہے، آپ دیکھ سکتے ہیں۔

شری ایل۔ این۔ ریڈی :- قیدیوں کو کیا تکلیف ہے میں بتا رہا ہوں۔ ممبروں کے لئے نہیں کہہ رہا ہوں۔ قیدیوں میں سے کتنے لوگوں کو جیل مینول دیا جاتا ہے؟ کس عہدہ دار نے دیا ہے کیا یہ بتایا جاسکتا ہے۔ جیل کے حکام تو فرعون بنے رہتے ہیں۔ وہ مطلق العنان ہوتے ہیں۔ ان پر کسی کا کنٹرول نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ قیدیوں کی جان و مال کے ہم مالک ہیں۔ وہاں بال رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہیر کٹنگ (Hair cutting) کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ سر منڈھوانا پڑتا ہے۔ بال رکھیں تو سزا دی جاتی ہے اور جبراً سر منڈھویا جاتا ہے۔ جیل کے عہدہ داروں نے کئی لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔

ایک شخص میرے بازو کے سل (Cell) میں تھا اور میرے جیسے بال رکھتا تھا۔ اسکو جبراً لیجا کر سر منڈھوا کر بھیجا گیا۔ اس طرح کی حرکات من مانے کرنے ہیں۔ کسی کو مارنا پیٹنا تو معمولی چیز ہے۔ اس طریقہ کی ظلم و زیادتی وہاں کرتے ہیں ایسے لوگوں کو آپ سزاؤں کا اختیار دینے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ ہم اب پرنس گورنمنٹ کے زمانہ میں نہیں ہیں جو اس قسم کی سزائیں دی جائیں۔ ہم اپنے راج میں ہیں لیکن اس کے باوجود یہ اس بل کی حالت ہے۔ ان کو انسان بنانے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں۔ لکڑیز (Luxuries) تو کیا کم از کم انسان بنانے کے لئے موقع نہیں دیا جا رہا ہے تاکہ باہر آنے پر وہ دوسرے انسانوں میں مل جل کر رہ سکیں یہ نظریہ اس میں کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ اس لئے میں ممبر انچارج آف دی بل سے خواہش کرتا ہوں کہ وہ اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اس میں کئی چیزوں کا اضافہ کرنا ہے۔ ویس وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے اس بل کو ہرلی برلی (Hurly-burly) پاس کرنے کی بجائے سلکٹ کمیٹی کو ریفر کیا جائے تاکہ ایک انسان کی حیثیت پر ہرگز نہیں کیسے رکھنا چاہیے اس پر غور کر کے ایک نمونہ بل لایا جاسکے۔

۹. **شری. श्रीनिवासराय अखेलीकर:**—अध्यक्ष महोदय, अभी जो यहां बहुत जोर शोर से तकरीर की गयी वह मैंने सुनी है। जिन तकरीरों के बारे में मुझे यही कहना है कि कुछ थोड़े हद तक, बहुतही थोड़े हद तक, कुछ सुझाव यहां पर पेश किये गये जो वाकअी अच्छे थे। लेकिन आम तौर पर कोअी खास सुझाव नहीं दिये गये। वही पुराना राग आलापा गया। अस तरह से वही पुरानी बातें बार बार दोहराना और असके बारे में कहते रहना अपोजिशन मेंबर्स को शोभा नहीं देता है। ऑनरेबल मेंबर्स ने जो बातें यहां पर जेल के बारे में कहीं, मालूम होता है कि वह अनका पुराना तजरूबा है हालिया तजरूबा नहीं है। कुछ हालिया तजरूबा भी बयान किया जाता तो ठीक होता। मैं समझता भी था कि कुछ हालिया तजरूबा बयान किया जायेगा और आजकल जेल में जो अच्छी बातें की जा रही हैं उनकी तरफ भी अिशारा किया जायेगा। लेकिन असा नहीं हुआ। हालिया तजरूबा अन्हें मिलाही नहीं तो वे कहासे बयान करेंगे? आज कल जेलों में क्या किया जा रहा है यह ऑनरेबल मेंबर्स को मालूम हो अस ख्याल से मैंने अेकबार आर. टी. डी. बस का अितेजाम किया था, और ऑनरेबल मेंबर्स को दावत दी थी कि वे वहां पर आकर देखें की जेलों में आजकल क्या किया जा रहा है। अस समय ५०, ६० अेम. अेल. अेज. वहां गये। लेकिन अुनमें कौन कौन थे यह मुझे याद नहीं है।

شری پنڈم واسدیو:— ۸ نمبر بارک میں جانے سے کیوں روکا گیا؟ منسٹر صاحب کی تشریح کریں۔

شری. श्रीनिवासराय अखेलीकर:—जरा धीरज से सुनिये। मैं सब बातें आपके सामने बयान करनेवाला हूं। वहां पर मैंने सबको दावत दी थी, और आर. टी. डी. बस का भी अितेजाम किया गया था। लेकिन वहां पर देखने के लिये बहुत ही कम समय मिला असा मेरा ख्याल है। अितने कम समय में वह बातें नहीं देखी जा सकतीं जो आज कल जेलों में की जा रही हैं। यह अंतराज किया गया कि हमें कैदियों से मिलन के लिये मौका नहीं दिया गया। असा हो सकता है। क्योंकि जेल के भी कवायद होते हैं। और हर चीज के लिये कोअी लिमीटेशन्स भी हुवा करते हैं। आपको जो वहां पर भेजा गया था वह किसी से बोलने के लिये, या और किसी काम के लिये नहीं बल्कि जेल के हालात क्या हैं यह मालूम करने के लिये भेजा गया था। अगर अस तरह से कैदी के साथ बोलना जेल के कवायद के तहत नही आता हो तो यकीनन बोलने की मनाअी की गयी होगी। और असी वजह से रोका गया होगा।

जेलों मे देखने के लिये जो वक्त दिया गया था वह काफी नहीं हुवा असा भी कहा गया। यह सही है। ज्यादा तफसील से देखने के लिये ज्यादा समय की जरूरत है यह मैं भी मानता हूं।

شری اے۔ راچندر ریڈی:— بات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہاں جانے والوں میں میں بھی تھا کوئی قیدی مجھ سے بول رہا تھا تو ناظم صاحب نے وہاں آکر روک دیا۔ اور معلوم ہوا کہ بعض میں اسے سزا بھی دی گئی۔

منسٹر ڈپٹی اسپیکر:— جب تک ایک تقریر کرنے والے ممبر بیٹھ نہ جائیں دوسرے ممبر تقریر شروع نہ کریں۔

شری اے۔ راچندر ریڈی:— کیا آنریبل منسٹر کل یا پرسوں جانے کا موقع دینگے؟

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—मैं समझता हूं अंक या दो घंटे से भी यह काम नहीं हो सकेगा। उसके सही तफसिलात मालूम करने हैं तो कम से कम दो या तीन महिने वहां पर रहने की जरूरत है। तभी कुछ सही तौर पर मालूम हो सकता है।

شری اے۔ راجپوت راریڈی:—آئے والا ہفتہ اور اتوار یعنی دو دن دیئے۔

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—अतना वक्त काफी नहीं होगा, कुछ महिनों की जरूरत है। आप यदि सही नुक्तेनजर से किसी बात को देखेंगे तो आप थोड़े ही समय में काफी बातें देख सकेंगे, लेकिन यदि आपका दृष्टिकोण ठीक नहीं है तो आपको १ साल भी पूरा नहीं होगा। आप यदि अंक दूषित दृष्टि से ही देखना चाहेंगे तो आपकी दृष्टि कभी भी साफ नहीं होगी। आपके देखने के और बातें समझने के ढंग में तबदीली होनी चाहिये। जबतक आप किसी बात की तरफ सही ढंग से देखना नहीं सीखते हैं तबतक इसकी कोअी अुमीद नहीं है कि आप इसे ठीक समझ भी सकेंगे या नहीं। अिपाशंल तरीके से बातों की तरफ देखने की दृष्टि पहले आनी चाहिये तभी आप को सही बातें मालूम हो सकती हैं। आप यदि इस बात की तरफ अिपाशंल ढंग से देखेंगे तो आपको मालूम होगा कि आज जेलों में कितनी तरह की सहूलियतें दी जाती हैं। आप यदि वहां जायेंगे तो वहीं रहना चाहेंगे अितनी अच्छी अच्छी सहूलियतें अुन्हें आज वहां फराहम की जा रही हैं।

شری ایم۔ بیجا (سرپور):—تو پھر نکسٹ سشن (Next session) وہیں بلائیے۔

شری اے۔ گرو ریڈی (سدی بیٹھ):—وہاں ملاقات کے لئے جب لوگ آتے ہیں تو موجودہ حالات میں کتنے گھنٹے انہیں باہر رہنا پڑتا ہے؟

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—मैं सब बातें तफसील से आपके सामने रखने वाला हूं, आप जरा सबूर कीजिये। फर्स्ट रीडिंग के शुरू में ही मैंने कहा था कि इस बिल का खास मकसद यही है कि सब स्टेटों के जेल संबंधी कानून में अंकसानियत लायी जाय। मैं मानता हूं कि अुसमें बहुत सारी चीजें नहीं होंगी। दफा ६० के तहत गव्हर्नमेंट को यह अखत्यार दिया गया है कि क्या सहूलियतें जेलों में होनी चाहिये इसके बारें में समय समय पर गव्हर्नमेंट नियम बना सकती है। और वह सब नियम जेल मॅन्युअल में और नोटिफिकेशन के द्वारा लोगों को मालूम कराये जाते हैं। मैं यह नहीं समझता कि इस तरह का अंतराज क्यों किया जा रहा है कि अिन सब बातों को बिल में ही लाना चाहिये। हम कोअी अलग बात नहीं कर रहे हैं। दूसरे स्टेटों में भी अिसी तरह का कानून है और वहां भी गव्हर्नमेंट को ही यह अखत्यार दिया गया है कि वह इसके बारें में नियम बनाये।

شری اے۔ گرو ریڈی:—ایسی کرمئل مثالبی (Criminal mentality) کو دور کرنے کے لئے آپ جیل میں ان کے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—जेल मॅन्युअल कोअी चीज ही नहीं हैं, अैसी बात नहीं है। जेल मॅन्युअल यह अंक खासी बडी किताब है और सब बातों के बारें में अुसमें कवायद दिये हुअे हैं। और आज वह पूरी किताब हाअुस के टेबल पर रख दी गयी है अुसे आप देख सकते हैं। ओ चीजें

जेल मॅन्युअल में रखी गयी हैं वह सब चीजें जिस बिल में आनी चाहिये जिस तरह की जो खाजिश की जा रही है वह सही नहीं है। जिस बिल का मनशा यह नहीं है कि इसे एक जेल मॅन्युअल की शकल दी जाय। मैं कहता हूँ कि कुछ बातें जरूर जिस कानून में आनी चाहिये और वह बराबर आयेंगी लेकिन सभी बातें जिस कानून में लाने का हमारा मनशा नहीं यह मैंने पहले ही कहा है। हमारा मकसद सिर्फ़ अितनाही है कि इसके बारे में सब स्टेटों में अक्सरानियत हो जिसलिये यह बिल लाया गया है। लेकिन यह कहना कि यह कानून तो १९०० के कानूनसे भी बत्तर है, यह एक निजामी कानून है, और अंग्रेजों के जमाने का कानून है, यह पुराना है, और बिलकुल बेकार है, वगैरा यह सही नुक्तेनजर नहीं है।

यह भी कहा गया कि जो फंडामेंटल राइट्स कॉन्स्टिट्यूशन ने दिये वह सब जेलों में भी दिये जाने चाहिये, अितनाही नहीं बल्कि इससे भी बढ़कर ज्यादा अधिकार वहाँ के लोगों को दिये जाने चाहिये। लेकिन जिन्होंने यह सुझाव रखा उन्होंने यह नहीं सोचा कि जेल में सिर्फ़ पोलिटिकल कैदी ही नहीं होते हैं। वहाँ पर कभी तरह के लोग आया करते हैं। जेलोंमें कुछ लोग तो ऐसे आते हैं कि जिनकी क्रिमिनल मॅटेलिटी होती है। उनको मॅटेलिटी ही क्राइम करने की होती है। कुछ तो ऐसे बेशरम रहते हैं कि छूटने के बाद जेल में कहकर जाते हैं कि हमारा लोटा थाली अच्छी तरह रखिये, आज के आठवें दसवें दिन हम फिर यहीं आनेवाले हैं, जेलखाना तो हमारा घर ही है। आड़े ढंडेके बारोंमें भी बहुतकुछ कहा गया। लेकिन कुछ कैदी ऐसे होते हैं कि आड़े ढंडेके वादभी फरार हो जाते हैं। क्या आपका यह कहना है कि नरसिम्हा डाकू, या आदीलाबाद का शाम्या या हुसेन जिस तरह के जो मशहूर डाकू हैं, उन्हें भी फंडामेंटल राइट के नाम पर सब तरह की सहूलियतें देनी चाहिये? और उनको भी सबके साथ लाना चाहिये? क्या यह आप जैसे ऑनरेबल मॅम्बर्स की जहन्नियत हो सकती है?

شری اے۔ گرو ریڈی :— کیا آنریبل منسٹر جانتے ہیں کہ آپ جو تھیوری (Theory) فرما رہے ہیں اس کو ریجیکٹ (Reject) کیا جا چکا ہے؟ لیسٹ تھیری میں اسکو غلط ثابت کیا گیا ہے۔

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—जरा सबरसे सुनिये तो सही। मैं सब बातें बताने वाला हूँ। यह बात सही है कि कुछ लोग माशी पस्ती के कारण भी जेलों में आ जाते हैं। लेकिन जिस तरहसे जेल में आनेवालों की तादाद कम होती है। हॅबिच्युअल क्राइम करनेवाले जो लोग होते हैं उनका पेशा ही जरायम करने का होता है। और वही लोग हर वक्त जेलों में आया करते हैं। ऐसे जो लोग हैं उन्हें कड़ी से कड़ी सजा देने में कोई पशोपेश नहीं होना चाहिये।

कुछ डाकू तो बड़े होशियार होते हैं। उनका यह रेग्युलर पेशा होता है। जब मैं प्रॅक्टिस करता था तब मैंने सुना था कि एक डाकू ऐसा है कि जो पीठ से दीवाल चढ सकता है और उसको सीडी आदि की कुछ जरूरत नहीं होती। एक दफा एक कलेक्टर दौरे पर गये थे तब उन्हें ऐसा मौका आया था कि एक डाकू का केस उनके सामने आया। उसे रिहा करने के बाद पूछा गया कि तुम चोरी कैसे करते हो, तो उसने कहा कि अगर आप नाराज न हो तो आज ही आपके घर में चोरी करके बताता हूँ। और बाद में अितना पुलिस का पहरा रहते हुवे भी उसने उनकी कलम

चुराकर बताओ। जिस परसे यही बात दिखती है कि कुछ लोगों की जहिनियत ही क्राजिम करने की होती है और उनका तो यह पेशा ही रहता है। इनकी सुधारणा करनी है तो कुछ सख्ती करनी ही पड़ेगी। ऐसे लोगों के लिये कुछ कुछ कायदे करना जरूरी होता है। मेरा मतलब यह नहीं है कि ऐसे कायदे बनाने के बाद कुछ अच्छे लोगों को भी उसका कष्ट नहीं होता है। लेकिन उसके लिये क्या किया जाय, खराब के साथ अच्छे लोगों पर भी वह कवानीन कभी कभी अिस्तेमाल होते हैं। जेलों में जो हार्ड क्रिमिनल्स होते हैं उनके लिये सख्त कवायद रखनेकी जरूरत होती है। यदि एक आदमी दूसरे १०० आदमियों को तकलीफ देता है तो उसे सजा मिलनी ही चाहिये। और ऐसे हालात में उसे बाकी लोगों से अलग रखना पड़ता है। दूसरे लोगों को सेफगार्ड करन के लिये जिस तरह के कवायद होना लाजमी है। दूसरे स्टेटों में भी जिस तरह के कवायद आज मौजूद हैं। हमारे ही यहां जिस तरह के कवायद हैं ऐसी बात नहीं है। अब मैं आपके सामने यह रखना चाहता हूं कि उन लोगों के फायदे के लिये वहां पर क्या क्या किया जा रहा है।

जेल में आज जो रिफार्म्स किये जा रहे हैं वह में आपके सामने संक्षिप्त में रखना चाहता हूं।

जिस तरह स्कूल, कॉलेज और बोर्डिंगज् में रिक्रीेशन के लिये अितेजाम होता है उसी तरह का अितजाम आज जेलों में भी किया गया है। उनके लिये आउट डोर और इन डोर गेम्स (out door and indoor games) का अितेजाम किया गया है। आउट डोर गेम्स में व्हालिबॉल, बॅटमिंटन और इनडोर गेम्स में टेबल टेनिस का अितेजाम किया गया है। उनके लिये जेलों में रेडिओ सेट्स भी लगाये गये हैं, और जिस तरह से बाहर के आम लोग रेडिओ का अिस्तेमाल कर सकते हैं उसी तरह से वहां कैदीभों रेडिओ सुन सकते हैं और जानकारी हासिल कर सकते हैं कि दुनिया में क्या हो रहा है।

स्काउटिंग का भी अितेजाम किया गया है। वहां बराबर रोज पी. टी. डील वगैरा भी होती है। उनका एक अच्छा खासा बॅन्ड भी है, जैसा मिलिट्री या पुलिस में होता है। उनको अच्छा शहरी बनाने के लिये वहां पर तालिम का भी अितेजाम किया गया है। वहां पर रोज मुदर्रिस आते हैं और अॅडल्ट अेज्युकेशन (Adult Education) का भी अितेजाम किया गया है। हैदराबाद सेंट्रल जेल में ५०० से ज्यादा लोगों ने हिंदी की प्रथमा और मध्यमा की परीक्षाएं दी हैं। उनकी तरफ से एक दीपक नामका मॅगझिन भी निकाला जाता है। उनके लिये अलग और अच्छी लायब्ररी भी है। सबको पढ़ने के लिये अखबार भी दिये जाते हैं। कॉनविक्ट्स (Convicts) पोलिटिकल नॉन कॉनविक्ट्स (Political non-convicts) और नॉन पोलिटिकल प्रिझनर्स (non-political Prisoners) इन सभीको अखबार और दूसरी सहूलियतें दी जाती हैं। इसमें कोई भेदभाव नहीं किया जाता है। विदायुट डिसक्रिमिनेशन (without discrimination) सबको यह चीजें दी जाती हैं। अेज्युकेशन डिपार्टमेंट की तरफ से भी वहां पर पढाओ का प्रबंध किया गया है, और वहां पर रोजाना मुदर्रिस जाते हैं और लोगों को पढाते हैं। वहांपर नॅशनल सॉंग भी गाये जाते हैं और जिस तरह के सॉंग सिखाये जाते हैं।

यह भी कहा गया कि उनसे ९ घंटे काम लिया जाता है। यह तो सही है कि काम तो लिया

جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ریکری ایشن بھی کافی ملتا ہے اسلئے وہ اس کام کو محسوس نہیں کرتے۔ کلاسیفیکیشن کے بارے میں کہا گیا۔ ڈیٹینو، انڈر ٹرایٹس اور کنویکٹس ان سب کے اے. بی. سی. اس طرح سے کلاسےس رہتے ہیں۔ یہ کلاسےس عدالت کی طرف سے دیے جاتے ہیں یا کبھی جیل میں آنے کے بعد یہ کلاسےس دیے جاتے ہیں۔

شری اے۔ - گرواریڈی :- نظر بند جو کئے جاتے ہیں ان کے متعلق کیا ہے ؟

شری. شری نواسراو اخلیکر :- ڈیٹینو کے بارے میں میں کہوں گا کہ ان کو بھی سبھی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ ان کو انڈر وچ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔ ان کے ملاقات کے لیے باہر سے لوگ آتے ہیں تو ان کو بیٹھنے کے لیے ایتھام ہوتا ہے۔ ان کو ملنے کے لیے الگ اور اچھی جگہ بنائی گئی ہے۔ انڈر ٹرایٹس اور کنویکٹ کے بارے میں جس طرح سے کچھ کرایہ دہتے ہیں اسی طرح سے ڈیٹینو کے بارے میں بھی کچھ کرایہ دہتے ہیں۔ ڈیٹینو کو بھی اے. بی. اور سی. کلاسےس دیے جاتے ہیں۔

شری - اے۔ - راجندراریڈی :- اسے بل میں کیوں نہیں لایا گیا ؟

شری. شری نواسراو اخلیکر :- یہ اہتراج کیا گیا کہ بل میں یہ سب باتیں کیوں نہیں لائی گئیں، اور گورنمنٹ کو ان کے اہتراج دیا جا رہا ہے۔ سبھی جگہ اس طرح کا جو سیکشن ہے اس کے تحت گورنمنٹ کو اہتراج بنانے کا اہتراج دیا گیا ہے۔ ہم کو بھی الگ اہتراج نہیں دے رہے ہیں۔ اور یہ بل جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا کہ اہتراج لانی کے لیے ہی لایا جا رہا ہے، تو جو پروویژن (Provisions) دوسرے سٹوٹوں میں ہیں وہیں ہی لانی کی ضرورت ہے۔ اس میں گورنمنٹ کو جو پاورس ڈیلیگٹ کیے گئے ہیں اس کے بارے میں آپ کا اہتراج ہے لیکن یہ سہی نہیں ہے۔

شری اے۔ - گرواریڈی :- یہ مطلب نہیں ہے۔ گورنمنٹ نے رول بنانے کا جو اختیار لیا ہے اس پر یہاں ڈسکشن ہونا چاہئے۔ یہاں اس کا خاکہ آنا چاہئے۔

شری. شری نواسراو اخلیکر :- کس نے مانا کیا ہے ؟ آپ یہ اس کے لیے اہتراج لانا چاہتے ہیں تو برابر لا سکتے ہیں۔ سب جگہ کے بل میں اس طرح کا سیکشن موجود ہے اور گورنمنٹ کو پاورس ڈیلیگٹ کیے گئے ہیں اسلئے وہیں ہی پروویژن ہم نے بھی رکھا ہے۔ دوسری جگہ سے الگ ہم نہیں لا سکتے ہیں کیونکہ یہ بل ہی اہتراج لانی کے لیے لایا گیا ہے۔.....

شری اے۔ - راجندراریڈی :- پھر ملاقات کرتے وقت درمیان میں آہنی پردہ کیوں رکھا جاتا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- اگر ہر جملے پر تنقید کرتے جائیں تو تقریر مکمل نہ ہو سکیگی۔
اس طرح انٹراپٹ (Interrupt) نہ کیجئے۔

شری. شری نواسراو اخلیکر :- سب اہتراج کا ہی میں یہاں جواب دے رہا ہوں تو پھر مشکل ہے۔ آپ مجھے بولنے تو دیجیے۔ مہاجن کے بارے میں بھی جیل میں کافی اچھا اہتراج

किया गया है। विजिटेरियन्स को आलू और नॉन विजिटेरियन्स को मटन हफ्ते में एक बार दिया जाता है। कपडों के बारे में यह कहा गया कि अन्हें तीन जोड़ कपड़ा नहीं दिया जाता है। जबतक आप खुद वहां जाकर देखने की तकलीफ न करें तबतक यह बातें मालूम नहीं हो सकती हैं कि वहां पर क्या दिया जाता है और क्या नहीं। अन्हें बराबर तीन जोड़ कपड़ा दिया जाता है।

जेलों में अलग किसम की डिस्ट्रीज भी आज चलायी जाती हैं। और सुख्तलिफ डिस्ट्रीज के लिये एक डिस्ट्रिक्टुयल कमिटी भी बनायी गयी है। वह जिस बात पर सोंचेगी कि क्या डिस्ट्रीज जेल में चालू की जा सकती है। इसके लिये कुछ लोगों को लखनौ भी भेजा गया था, और जेलों में वेजेस सिस्टम (wages system) शुरू करने के बारे में भी सोचा जा रहा है। आज जेलों में केनिंग, कारपेट तयार करना, चरखे पर सूत कातना, नवार बनाना आदि कभी तरह के काम सिखाये जाते हैं। पहले सिर्फ नवार बनाने का ही काम जेल में किया जाता था। जिन सबका मकसद यही है कि अन्हें अच्छे और अमन पसंद शहरी बनाया जा सके और वे स्वावलंबी होकर बाहर आने के बाद कुछ काम धंधा कर सकें। कारपेट्री और ब्लैकस्मिथ का भी काम आज इसी लिये जेलों में सिखाया जा रहा है।

यह भी अंतराज किया गया कि जब निजाम के जमाने में ११,००० कैदी जेल में रहते थे तब २१ लाख रुपये खर्च होते थे और आज कैदी बहुत ही कम हैं लेकिन उनपर २६ लाख रुपये खर्च होते हैं। हां यकिनन खर्च होते हैं, और जो खर्च किये जा रहे हैं वह भी कम ही है ऐसा मेरा ख्याल है क्योंकि अब जेल वह पुराने जमाने के जेल नहीं रहे बल्कि वह तालीम के सेंटर बनने वाले हैं। आज जेल में २०० मशीनें कपड़ा सीने की लायी गयी हैं। और वहां पर कपड़े सीने का काम होता है। सरकारी लोगों के ड्रेसेस वगैरा भी वहां सीये जाते हैं, और जिस लिये खर्चा आपको ज्यादा दीख पड़ता है। लेकिन यह जो खर्चा किया जा रहा है वह कैदियों की भलायी के लिये ही किया जा रहा है जिससे वे कुछ सीख सकें। खर्चा करने का हमारा कोअी और मनशा नहीं है।

अुसी तरह जेल में एक अॅप्रिकल्चरल कॉलनी भी बनायी गयी है। वहां पर कैदी एक साथ मिलकर खेती करते हैं, और दूसरे लोगों की तरह जिंदगी बसर करते हैं। ऑनरेबल मॅबर यदि जाकर यह कॉलनी देखें तो उनको ऐसा मालूम होगा कि यह जेल ही नहीं है। वहां पर चावल गेहूं आदि सब तरह का अनाज बोया जाता है। वहांपर यह ख्याल भी नहीं होता है कि यह लोग जेल में रहते हैं। वहां पर अंतमाद की फिजा जिन लोगों में पैदा की जाती है। जब यह बाहर काम करने के लिये जाते हैं तो बिल्कुल अकेले जाते हैं और उनके ऊपर कोअी पहरा नहीं होता है और वे बराबर वापस आजाते हैं। उनको ऐसा लगता ही नहीं कि हम यहां कैदी हैं। वहां पर एक जिस तरह का अॅटमाॅसफियर पैदा किया जाता है कि अुन्हे वह जेल लगता ही नहीं है और वे एक शहरी की तरह अपनी जिंदगी वहां बसर करते हैं।

चिल्ड्रेन्स होम (Children's Home) रेस्क्यू होम (Rescue Home) आदि का भी अंतेजाम किया गया है जहां बच्चों के रखने का प्रबंध किया गया है। जिन बच्चों को अलग रख कर सुधारने की कोशिश वहां पर की जाती है ताकि जो बच्चे जरायम करते हैं वे आगे चलकर हार्ड क्रिमिनल न बनें जिसलिये अुन्हें अलग रखना पड़ता है।

अतनी सब बातें करने पर भी यह कहना कि यह निजाम के जमाने से बल्लर कानून लाया जा रहा है और अंग्रेजों के जमाने का यह कानून है, सरासर गलत है। मैं यह पूछना चाहता हूँ कि क्या आपकी डेमोक्रेसी पर श्रद्धा है? क्या आप इस तरह से डेमोक्रेसी के बारे में लोगों के मन में प्रेम उत्पन्न कर सकेंगे? आज हमारी हुकूमत है लेकिन हमने कोअी ठेका नहीं लिया है। आप भी कभी इस जगह पर आसकते हैं। लेकिन आप यदि इस तरह से बातें करेंगे तो लोगों की भी डेमोक्रेसी पर कैसे श्रद्धा बैठेगी और आप भी यहां आयेंगे तो किस तरह से काम कर सकेंगे?

लेकिन जहां डेमोक्रेसी को सेबोटेज (Sabotage) किया जाता है, जहां अुसको काटने की कोशिश की जाती है, अुसके बारे में लोगों को नफरत करने के लिये सिखाया जाता है, तो अिनके बारे में तारीख लिखनेवाले बतायेंगे कि ये लोग डेमोक्रेसी से कितनी मोहब्बत रखनेवाले थे, और डेमोक्रेसी के बारे में अुनके क्या खियालात थे। और हकीकत में अुनकी डेमोक्रेसी पर श्रद्धा थी या नहीं। लेकिन यह कहना कि कोअी चीज असमें मौजूद ही नहीं है यह कहां का असूल हो सकता है? मैं मानता हूँ कि चंद चीजें असमें मुकम्मिल नहीं हैं। लेकिन किसने यह दावा किया है कि हमने यह मुकम्मिल कानून पेश किया है? इस कानून में मुमकिन है कुछ नकायरा मौजूद हों। अमंडमेंट के जरिये असलाह करने की कोशिश की जा सकती है। लेकिन यह कहना कि कोअी भी अच्छी चीज असमें नहीं हुअी है, डेमोक्रेसी के आने के बाद जेलोंमें असलाह नहीं हुअी है, और अंग्रेजों के जमाने की तरह या अुससे बदतर सुलूख किया जाता है, कहां तक सही हो सकता है?

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- بعض تبدیلیاں ہو رہی ہیں اس کو ہم مانتے ہیں۔

श्री. श्रीनिवासराय अखेलीकर:—अब मेरे कहने के बाद मान रहे हैं लेकिन पहले तो आप कह रहे थे

شری کے - وینکٹ رام راؤ :- کچھ تبدیلیاں ہوئی ہیں لیکن اس میں یہ پراویژنس کیوں رکھے گئے ہیں؟

شری گرو ریڈی :- اس بل کی وجہ سے تبدیلیوں کو پیچھے ڈھکیلا جا رہا ہے۔ کیننگ اور فٹرننگ کے پراویژنس کیوں رکھے گئے ہیں - اس وجہ سے آپ نے جو سہولتیں دی ہیں اون پر کیا اثر ہونے والا ہے۔

श्री. श्रीनिवासराय अखेलीकर:—मैं मानता हूँ कि चंद नकायस असमें मौजूद हैं। अुनके बारे में अिधरके और अुधरके मेंबरों को अमंडमेंटस पेश करने का अेख्तियार है। और रीजनेबल अमंडमेंटस पेश हों तो अुनको मान लेने में मुझे कोअी अुजर नहीं होगा। लेकिन आज दो रोज से जो बहस हो रही है अुसमें मैं सुन रहा हूँ कि जानवरों का सा सुलूख हो रहा है, अंग्रेजों के जमाने से भी बदतर सुलूख हो रहा है, यह कौन से अिन्साफ की बात है? यहां डेमोक्रेसी जारी हुअी है। मुमकिन है कि चंद लोगों के लिये सभी चीजें बुरी मालूम होती हों। लेकिन डेमोक्रेसी के खिलाफ हर वक़्त बातें करना, असली चीजों पर पर्दा डालकर लोगों में असके खिलाफ नफरत पैदा करने की कोशिश जो की जा रही है असमें कौनसा सेन्स ऑफ रिसपॉन्सिबिलिटी है यह मैं पूछना चाहता हूँ।

असके बाद सालीटरी कन्फाइनमेंट वगैरा चीजों के बारेमें अंतराजात किये गये । मैंने अब्बदा में ही कहा था कि चंद चीजों पर गौर करना होगा और अनको गौर करने के बाद कम किया जा सकता ह । हाबुस को अस नुक्तेनिगाह से देखना है कि जो लोग सोसायिटी को टारपेडो लगानेवाले हैं, जो सैबोटज करनेवाले हैं, हार्ड क्रिमिनल्स हैं अनको कैसे रोका जाय । सभी के लिये अेक ही तरीका अेख्तियार किया जाय तो वह सही बात नहीं हो सकती । यह कहा गया है कि जेल के अंदर क्यों सजा दी जाती है । सारी चीजें मैजिस्ट्रेट के सामने लायी जायें तो अैसा नहीं हो सकता । हर अेडमिनिस्ट्रेशन में डिसिप्लिन होना लाजमी है और असकी खिलाफवर्जी होती है तो छोटी छोटी चीजों के लिये अदालत में नहीं ले जाया जाता । असके तहत जो सजाअें होती हैं वह खास किस्म की सजाअें होती हैं । असमें दफा ४६ में जो चीजें हैं वहां पर जब डिसिप्लिन की गलती होगी तो असकी अस्लाह करने के लिये फार्मल वार्निंग, चेंज ऑफ लेबर, हार्ड लेबर, लॉस ऑफ प्रिविलेज, सबस्टीट्यूशन ऑफ गनी आर अदर क्लोदज् वगैरा चीजें रखी गयी हैं ।

(Interruptions)

(Pause)

श्री. श्रीनिवासराव अखेलीकर :—मैंने अैसा नहीं कहा है कि असमें सब का सब अच्छा होगा । कुछ चीजें हो सकती हैं कि जिनपर गौर किया जाय । अगर मैं यह कहूं कि ये चीजें आज भी रायज नहीं हैं जैसे कि गनी आर अदर क्लोदज्, तो मैं झूठ कह रहा हूं अैसा मत समझिये । फेटर्स का सवाल भी वैसा ही है । अेक शख्स जो सात मर्तबा सजा भुगत चुका है असको डंडा डालकर भी वह भाग जाता है । अैसे लोगों के लिये कोयी प्रोवीजन होना चाहिये या नहीं अस पर हाबुस को गौर करना चाहिये । जो लोग डंडे डालनेपर भी भाग जाते हैं या मुसलसिल जरायम करते रहते हैं उनके लिये क्या किया जाना चाहिये अस पर हाबुस को गौर करना होगा । जिन सजाओं का अेक हिस्सा जो सख्ती पर मायल है वह अुन्हीं लोगों के लिये है जो अेक तादाद में वहां पर आते हैं और जरायम पेश हैं । असमें जो दूसरी छोटी छोटी सजाअें हैं वह डिसिप्लिन के खातिर हैं । अैसी सजाओं के लिये अदालत में ले जाना सही असूल नहीं है ।

अब यह सवाल रहा कि जो खल्स हैं उनका वहांके सुपरिंटेंडेंट मनमाना अिस्तेमाल करसकते हैं । मैं मानता हूं कि यह अेक अंतराज हो सकता है । यह जेलों में ही क्या बाहर भी होता है । जिनके हाथ में अधिकार होते हैं उनके जरिये उनके मिसयूज (Misuse) होने का सवाल हरजगह रहता है । लेकिन यह कहना कि हर शख्स असको वैसाही अिस्तेमाल करेगा यह सही नहीं । मैं समझता हूं कि अस हाबुसके लोग जिम्मेदार लोग होते हैं । कोयी अेडमिनिस्ट्रेशन में हो या बाहर हो लोगों को जिम्मेदार शहरी बनाना डेमाँकसी के लिये अनमें मोहब्बत पैदा करना और असके लिये खुद जिम्मेदार बनना अस हाबुस के मेंबरों का और जो लोग अपने को जिम्मेदार समझते हैं उनका फर्ज हो जाता है । वरना मिसयूज का सवाल हर जगह रहेगा और किसी को कोयी अख्तियार ही न दिया जासकेगा ।

अेक ऑनरेबल मेंबर ने कहा कि जेल के सुपरिंटेंडेंट राजप्रमुख हैं । आज के मानोंमें वह सचमुच राजप्रमुख हैं । जितने अख्तियारात राजप्रमुखको हैं अुतने ही जेलके सुपरिंटेंडेंट को वहां है अस माने

میں وہ जरور राजप्रमुख हैं ऐसा कहा जा सकता है। इससे ज्यादा वक्त हाउस का लेना मैं जरूरी नहीं समझता लेकिन यह कहना चाहता हूं कि जो बिल लाया गया है वह दूसरे स्टेटों के साथ अकसा नियत रखता है इसके जो कवायद बनाये गये हैं वह कभी जगह दूसरे स्टेटों से भी आगे हैं, किसी स्टेट के हम पीछे नहीं हैं। बहुत सी सहुलतें हमने दी हैं लेकिन अगर और भी कोई बात हो सकती है तो हाउस अकसा मुस्तदर है। लेकिन यह कहना कि सी साल पहले का यह कानून है और इसमें असी पुराने जमाने की बातें हैं तो वह सही नहीं है। इस नुक्तेनजर से मैं समझता हूं कि ऑनरेबल मेंबर इसका फर्स्ट रीडिंग पास कर देंगे।

شری عبدالرحمن (ملک پیٹھ):— مسٹر اسپیکر سر۔ فرسٹ ریڈنگ کے موشن کو ووٹ پر رکھنے سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا آنریبل منسٹر یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس سائیڈ کے اور اوس سائیڈ کے ایم۔ ایل۔ ایز کو حیدرآباد اور سکندرآباد کی جیلوں کے معائنہ کا موقع فراہم کیا جائے؟ وہ وہاں جا کر حالات کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ اس کے بعد انہیں اپنی ترمیمات پیش کرنے یا نہ کرنے اور کس ڈھنگ سے پیش کرنا ہے اسکے طے کرنے میں سہولت ہوگی۔ اور اس طرح آنریبل منسٹر کا مقصد بھی بہتر طور پر پورا ہوسکتا ہے۔

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—किसका क्या मकसद है वह मुझे मालूम नहीं है। मगर ऑनरेबल मेंबरों को तरमीमात देने का मौका दिया गया है। पहले भी मैंने हमेशा दिया है और हर वक्त देने के लिये आमादा हूं। लेकिन बिल का फर्स्ट रीडिंग पास करने से और तरमीमात पर गौर करने से इसका कोई संबंध नहीं है।

شری اے۔ راجندراریڈی:— آنریبل ممبر انچارج آف دی بل کو معلوم ہوگا کہ ایک ہفتہ پہلے میں اور شری دھرما بھکشم نے جیل کے معائنہ کے لئے ان کے پاس درخواست دی تھی جس پر جواب ملا کہ مہتمم کے پاس درخواست دو۔ مہتمم صاحب کے پاس درخواست دیتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو اختیارات نہیں ہیں۔ اور اب اسمبلی کے فلور پر آنریبل ممبر انچارج آف دی بل اس طرح کہتے ہیں۔ آپ کل اس کا انتظام کیجئے ہم کل جانے کے لئے تیار ہیں۔

شری. श्रीनिवासराव अखेलीकर:—स्पीकर सर, ऑनरेबल मेंबर अक ही बात याद रखते हैं लेकिन वे भूल जाते हैं कि यहां पर मद्रास या आंध्र के लोग आये थे तो उनके कहने पर बिला दरखास्त सिर्फ फोन पर जेल के सुपरिंटेंडेंट से बात करके उनको अंदर जाने का मौका दिया गया, और अकबार ही नहीं बल्कि दो मर्तबा दिया गया है। अगर हर वक्त आप चाहें कि बिला दरखास्त किये और कवायद को नजरअंदाज कर के इसका फायदा अुठाया जाय तो वह कैसे सही हो सकता है? अक वक्त अर्जन्सी के तहत उनको और उनके दोस्तों को मौका दिया गया। लेकिन हर वक्त ऐसा मौका दिया जाना कैसे मुनासिब होगा जिस पर गौर किया जाना चाहिये।

Mr. Deputy Speaker : The question is : "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad prisons, Bill 1954, be read a first time."

The motion was adopted.

Shri Srinivas Rao Ekhelikar : Sir, I beg to move : "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954, be read a second time.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :— مسٹر اسپیکر سر۔ میں اس بل کو سلکٹ کمیٹی سے ریفر کرنیکے بارے میں ایک امینڈمنٹ کا نوٹس دیا ہوں جسے میں موو کرنا چاہتا ہوں۔

I beg to move : "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill 1954, be referred to a Select Committee consisting of the following Members of the Assembly and to report thereon before 20th September, 1954 :

1. Shri A. Laxmi Narsimha Reddy.
2. „ A. Raj Reddy.
3. „ K. Ananth Reddy.
4. „ Ankush Rao Ghare.
5. „ Govind Rao Morey.
6. „ V. B. Raju.
7. „ Murlidhar Rao Kamtikar.
8. Smt. Ashatayee Waghmare.
9. Shri Sripat Rao Niwasekar.

Mr. Deputy Speaker : Amendment moved.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :— جو موشن ہاؤز کے سامنے آیا ہے اس کے بارے میں میں سمجھ رہا تھا کہ آنریبل موور کچھ اسکی وضاحت کریں گے۔ اگر وہ مزید سوچنا چاہتے ہیں اور وضاحت کے ساتھ اپنے خیالات ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو مناسب ہے۔ آج جو مباحث ہوئے ہیں اون سے ظاہر ہوچکا ہے کہ ہم نے جیل کے اندر بہت سی ترمیمات کی ہیں۔ وہ جو عمل ہے اون کا اوس کو قانونی شکل دینا لازم ہے ہمیں معلوم نہ ہو سکے گا کہ کیا ترمیمات کرنے والے ہیں جب تک کہ قواعد نہ بنائے جائیں۔ اس ایکٹ میں کافی ترمیمات کی ضرورت ہے۔ اس جانب سے کافی ترمیمات دئے گئے ہیں انکی روشنی میں غور کرنا ہوگا۔ تاوقتیکہ اس طرف کے اور اوس طرف کے آنریبل ممبرس بیٹھکر اس پر غور نہ کریں مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس لئے آنریبل موور میرے اس موشن کے بارے میں سوچیں تو مناسب ہوگا۔

श्री. श्रीनिवासरव अखेलीकर :—मिस्टर स्पीकर सर, मैं जिस मोशन की कोअी जरूरत नहीं समझता। क्योंकि जिसके लिये दूसरे तरीके हैं, सेकंड रीडिंग है, अमेंडमेंट्स हैं और मैंने अपने भाषण में भी कहा है कि कोअी रीजनेबल अमेंडमेंट्स आते हैं तो उन्हें मानने में मुझे अजर नहीं होगा। जिसके बावजूद भी मोशन के जरिये से जिसका असरार करना सही नहीं है। ऐसी सूरत में मैं समझता हूँ कि जिस मोशन को वापस लिया जाय।

شری اے۔ گرواریڈی :— جس طرح ہم سلکٹ کمیٹی میں بیٹھ کر ایک دوسرے کو سمجھا سکتے ہیں اور جس طرح اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں امینڈمنٹ میں وہ چیزیں نا ممکن ہیں اس لئے میں رکوٹ (Request) کروں گا کہ اس موشن کے بارے میں غور کیا جائے۔

Shri K. Venkatrama Rao : I want so say a few words.
The Amendment was not discussed.

Mr. Deputy Speaker : But the hon. Member has moved it, and the Minister has replied to it. Does the hon. Member want it to be put to vote?

Shri B. D. Deshmukh : As the hon. Minister has just now explained in his reply and I hope he will consider the amendments to be tabled on behalf of the Opposition Members. In view of that, I beg leave of the House to withdraw my amendment.

The amendment was, by leave of the House, withdrawn.

Mr. Deputy Speaker : The question is : "That L. A. Bill No. XIX of 1954, the Hyderabad Prisons Bill, 1954, be read a second time".

The motion was adopted.

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :— جیسا کہ میں نے خواہش کی تھی کہ موور صاحب کو میرے امینڈمنٹ پر غور کرنے کا موقع دیا جائے۔ اس بل کو آج ملتوی کیا جائے تو مناسب ہے۔

श्री. श्रीनिवासरव अखेलीकर :—मुझे अजर नहीं है।

मिस्टर डेप्टी اسپीकर :— اس بل کو کل لینگے۔

L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning
and Pressing Factories (Hyderabad
Amendment) Bill, 1954

The Deputy Minister for Public Works & Labour : (*Shri M. S. Rajalingam*) : Sir, I beg to move :

"That L. A. Bill No. XXI of 1954, the Cotton Ginning and

Pressing Factories (Hyderabad Amendment) Bill, 1954, be read a first time".

Mr. Deputy Speaker : Motion moved.

Shri M. S. Rajalingam : Sir, this bill seeks to amend the Cotton Ginning and Pressing Factories Act, 1925, in its application to the Hyderabad State.

As many of the hon. Members are aware, the factories were regulated by the Hyderabad Factories Act, 1337 F. Section 63 and clauses 1 and 2 of the licence regulated the admixture of cotton. When the Hyderabad Factories Act, of 1357 F. came into force, we could not avail of section 63. Subsequently, the Indian Factories Act has come into force from 1st April 1951 and later on in the light of the Part B States Laws Bill, the Indian Cotton Ginning and Pressing Factories Act was made applicable to the whole of Hyderabad. As the Act is now being administered by the Labour Department, it has become incumbent that the Government should have certain facilities to regulate the ginning and pressing processes.

The Cotton Importers' Association, New York, through the Cotton Buyers' Association, Bombay, complained to the Indian Central Cotton Committee that the quality of Indian Cotton supplied to manufacturing concerns in America since the close of the World War II was not upto expectations. Such complaints affected the reputation and fair name of India. The complaints related to the presence of machine oil deposits, spots resulting from the spilling of fresh lubricant oil, increasing quantity of extraneous matters such as oil wiping rags, pieces of burlap, large seed clusters and bamboo sticks in the bales of cotton. Another serious cause of complaint was the excess moisture to the extent that cotton in some bales appeared to have been thoroughly in the excess of mixture resulting in hard cakes. The source of trouble was within the Ginning and Pressing Factories and in the interests of maintaining India's reputation abroad and in order to retain good business relationship with foreign buyers of Indian cotton it has become incumbent that effective measures should be adopted to remove the cause of the above complaints. It has therefore become necessary to amend the Cotton Ginning and Pressing Factories Act to prohibit admixture and excessive moistening of cotton.

In Bombay and C. P., similar provisions have been made by amending the Central Act in its application to those States. This Bill is intended to achieve similar object.

As I have said the Indian Cotton Committee has recommended such provisions to be made in the Act in order to see that we are well-placed in our relations with foreign trade.

From another point of view also, this legislation has become necessary, *i.e.*, the necessity to regulate the rates. Merchants from Bhir, Aurangabad, Nanded and Parbhani have been complaining that they were having unhealthy competition in trade owing to the non-regulation of the charges for ginning and pressing. They desired that the charges leviable there should be on par with those charged at Poorna and Hingoli. From this view point also, it has become necessary for the Government to consider about the regulation of charges in ginning and pressing.

In view of all these, we have made certain additions in the Indian Act, in its application to the Hyderabad State. The main amendment that we proposed to the Indian Act, in this Bill is that we have made taking of licences incumbent. These licences we used to give hitherto under section 63 of the Hyderabad Factories Act, 1937 F., and which later on we could not regulate owing to the changes I have mentioned already. We have also provided in this Bill, the formation of a rate fixing committee for each local area, for the control of rates chargeable for ginning and pressing cotton. Such Committee shall consist of the Collector of the District who shall be the Chairman, and two representatives of cotton ginning and cotton pressing factories, and one non-official possessing special or technical knowledge of cotton ginning and pressing or of cotton trade to be nominated by the Director, Commerce and Industries of the State, and the Chief Inspector of Factories and Boilers of the State, and the other officer as he may nominate. Because the Collector happens to be the chairman, it should not be understood that the committee is going to be under some other department than the Labour Department. So far as the Government is concerned, it has made itself very clear on this point that this Act will be administered by the Labour Department and the Chief Inspector of Boilers will be the main person responsible for its administration.

The Chief Inspector of Boilers happens to be the main head to regulate these and other administrative matters to be mentioned in the Rules to be made under the provisions of this Bill.

We have now made an admixture of cotton an offence and we have gone to the extent of imposing a fine of Rs. 1,500 for such offences. We have also given certain facilities for Inspectors or Gazetted Officers to inspect and to see that such things do not happen. We have also in a way tried to regulate the maintenance of registers and other things.

There are the main features of the Bill and I think the purpose for which it has been introduced has been clearly explained. I hope hon. Members will readily accept and pass this legislation.

* شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :- مسٹر اسپیکر سر - اس ہاؤز کے سامنے جب کبھی کوئی قانون آتا ہے اور اس کی فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر مباحث میں حصہ لینے کے لئے اپوزیشن کا کوئی ممبر اٹھتا ہے تو اس جانب کے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس بل کی مخالفت ہوگی - لیکن میں اس موقع پر اس بل کی مخالفت کے لئے نہیں کھڑا ہوا ہوں - بلکہ اس کی تائید کرنے اور ایک حد تک موور آف دی بل کے منشا کو ول کم (Welcome) کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں - ہماری اور خصوصاً انڈیا کی جو گڈول (Good will) یا ساکھ بین الاقوامی تجارت میں ہے اس کے معیار کو بلند کرنا ضروری ہو جاتا ہے - لیکن ہم یہ دیکھ رہے تھے کہ تجارت پیشہ طبقہ - مل اونرز یا جیننگ اینڈ پرسنگ فیکٹریز کے مالک جس ذمہ داری کے ساتھ تجارت کرنا اور دوسرے مالک میں اپنے گڈول کو برقرار رکھنا چاہئے نہیں رکھ رہے ہیں اور غیر ذمہ دارانہ طریقہ پر عمل کر رہے ہیں - حکومت نے اس چیز کو دیر سے محسوس کیا - میرا اس بل کے بارے میں یہ خیال ہے کہ ایک خاص کمپنی کی جانب سے شکایت ہونے کی بنا پر حکومت جاگ اٹھی - چنانچہ دوسرے مالک میں ہمارا جو بورڈ ہوتا ہے وہاں بعض کمپنیوں کی شکایتیں آتی ہیں - اس لئے حکومت نے اس بل کے ذریعہ ایک ضروری چیز کی تکمیل کی ہے - فرسٹ ریڈنگ کے موقع پر میں آنریبل موور آف دی بل اور ہاؤز کے سامنے یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ یہ شکایت باہر کی کسی کمپنی سے ہوئی ہو خواہ وہ امریکن کمپنی ہو یا انگلش کمپنی ہو یا جاپانی کمپنی ہو اس کو رفع کرنے کے لئے جو اقدام کیا گیا وہ اچھا ہے لیکن خود ہمارے یہاں کے زراعت پیشہ لوگوں سے تجارت پیشہ طبقہ اچھا سلوک نہیں کرتا - ہمارے یہاں کے کسان جب اپنا خام مال مارکٹ میں لاتے ہیں اون کی قیمت برابر ادا نہیں کی جاتی حالانکہ اس سلسلہ میں مارکٹ کمیٹیز ایکٹ موجود ہے - اس کی نگرانی کے لئے زراعت

کے عہدہ دار مقرر ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے کسانوں کی صحیح زہنائی اور رہبری نہیں کی جاتی۔ وہاں سونے کے مال کو مٹی کے مول پرلیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی جانب سے زراعت کا محکمہ قائم ہے اوس کو یہ احکام دئے گئے ہیں کہ کاٹن کی ایک خاص قسم کی ورائٹی جو حکومت کی ری کمینڈڈ ہے (Recommended) اوس کی خاص قیمت کسانوں کو دلائی جائے۔ لیکن کسانوں کو وہ قیمت نہیں دلائی جاتی۔ خصوصاً جالانہ۔ سیلو اور ما نوتھ وغیرہ کی مارکٹس میں ایسا عمل ہوتا ہے۔ وہاں کی جیننگ اور پرسنگ فیکٹریز کے جو اونرس ہوتے ہیں وہی اڑھتہ بھی ہوتے ہیں وہی دلال بھی ہوتے ہیں اور وہی کاٹن بھی خریدتے ہیں۔ اس لئے کسانوں کو اون کے مال کی جو اصل قیمت ملنی چاہئے نہیں ملتی۔ یا اوس کا جو نرخ مقررہ ملنا چاہئے وہ نہیں ملتا۔ مثلاً جالانہ کی مارکٹ میں گاؤرائی۔ یا بارہ نمبر کی سرکی یا ۵۶ نمبر یا ۹۳ نمبر کی سرکی کاٹن ہوتی ہے وہ اچھی قسم کی کپاس ہوتی ہے لیکن وہاں بری قسم کی کپاس کو خلط ملط کر کے آدھے بھاؤ پر لینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ زراعت کے محکمہ کو اس کی نگرانی کے احکام ہیں لیکن کسانوں کی شکایت دور نہیں ہوتی۔ وہاں کسان محض کارخانہ داروں کے رحم و کرم پر ہیں۔ بجائے اس کے کہ (۲۵) روپیہ فی پلہ زیادہ نرخ ادا کرنے کے پانچ دس روپیہ اضافہ کر کے لے لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو گٹھے باندھ کر مال باہر بھیجتے وقت اچھی قسم کی کپاس میں بری ورائٹی ملا دیتے ہیں جس کی وجہ سے باہر کی مارکٹ میں ہماری ساکھ متاثر ہو جاتی ہے۔ اور دوسری طرف کسانوں کو بھی جو قیمت دینا چاہئے وہ نہیں دیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤز کے وہ آنریبل ممبرس جنہیں کپاس کی تجارت کا تھوڑا بہت تجربہ ہے۔ یا جنہیں جیننگ اور پرسنگ فیکٹریز کے معائنہ کا موقع ملا ہے اون کو اس کا تجربہ ہوگا کہ کس طرح خالص گاؤرائی یا بارہ نمبر کی سرکی میں دوسری سرکیاں ملا کر بیچا جاتا ہے۔ اس امر کے باوجود خود محکمہ زراعت اچھی قسم کی سرکی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اوس کو بھی اچھی قسم کی کپاس نہیں ملتی۔ کیوں کہ اون ہی لوگوں سے خریدنا پڑتا ہے جو اس قسم کی خراب سرکی اوس میں ملا کر بیچتے ہیں۔ جب کسان اچھی قسم کی کپاس لیکر آتے ہیں تو اون سے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے کہتے ہیں کہ تمہاری کپاس میں خامیاں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو نرخ ملنا چاہئے نہیں ملتا۔ اس سلسلہ میں جو ریگولیشن لایا گیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ بعض وقت کپاس کے گٹھے خراب ہو جاتے ہیں۔ پانی میں بھیگتے رہتے ہیں۔ بعض وقت تو کپاس سے لدی ہوئی بندیاں دو دو روز کے عرصہ تک بھیگتی رہتی ہیں۔ اون کے بچاؤ کا کوئی سامان نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں کے اڑھتے سستی قیمت پر خرید لیتے ہیں۔ خاص طور پر جالانہ میں یہ دھندا چل رہا ہے۔ میں اس بل کے سلسلہ میں حکومت کی توجہ جس خاص چیز کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسانوں کو اون کے مال کی قیمت برابر دینے کے متعلق ریگولیشن بنانے

چاہئیں۔ ورنہ مال میں ملاوٹ ہونے کا امکان ہے۔ جس کی وجہ سے ایسا ہوسکتا ہے کہ جو مال باہر پہنچنا چاہئے نہیں پہنچتا۔ اس بل کے متعلق رولس بناتے وقت حکومت یہ سوچ سکتی ہے کہ کس ڈپارٹمنٹ کی جانب سے اس قسم کا پراویژن بنایا جائے تاکہ اون کا پروٹیکشن (Protection) ہوسکے۔ اس کے متعلق سخت سے سخت تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔ اور جن کارخانہ داروں کی جانب سے بدعنوانیاں ہوتی ہیں اون کو سزا دی جانی چاہئے۔ اس لئے اس بل کی اس حد تک تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ہوسکتا ہے کہ اس جانب کے چند ممبروں کو اس بل سے اختلاف ہو لیکن اون کی جانب سے جو ترمیمات آئیں گی انہیں منظور کرنے میں آئریبل موور آف دی بل کو کوئی تامل نہیں ہوگا۔

شری کے۔ وینکٹ رام راؤ :- یہ بل جو ہوم منسٹری سے لیبر منسٹری کو منتقل ہو کر ہمارے سامنے آ رہا ہے اوس کے اصولوں سے کسی کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔ اس بل میں سنٹرل ایکٹ کے بعض دفعات کا اضافہ کر کے جہاں کہیں بھی بل میں اوس کی ضرورت ہو وہ چیزیں رکھی گئی ہیں۔ اس میں ایک ریٹ فکسنگ کمیٹی بھی رکھی گئی ہے۔ لیکن یہ کمیٹی کتنے دنوں تک کام کریگی اس کی کوئی صراحت نہیں ہے۔ جب کبھی ہم کوئی کمیٹی بناتے ہیں تو اوس کے متعلق ہمارا مطمح نظر یہ رہنا چاہئے کہ یہ کمیٹی اتنی مدت تک اپنا کام ختم کر لیگی۔ یہ نہیں کہ وہ کمیٹی غیر محدود مدت تک کام کرتی رہے۔ اس بل میں اس کے متعلق صراحت نہیں شائد ڈرافٹ کرتے وقت اس کو پیش نظر نہیں رکھا گیا یا کیا اس کا پتہ نہیں چل رہا ہے۔ اس میں نامینیشن کا سلسلہ بھی آ رہا ہے۔ اس میں ایک لیگل پریزنپشن بھی ہے کہ جہاں کوئی ورائٹی پرسکرائبڈ ہوتی اوس کے متعلق اگر یہ سرٹیفائی کیا جائے گا کہ اس میں اس قدر نمی ہے اور وہ سرٹیفیکیٹ پراسیکیوشن کی جانب سے پراڈیوس کیا جائے تو اوس کارخانہ دار کو پندرہ سو روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائی قید سزا دی جائے گی۔ لیکن کرمنالوجی کے جو بعض پرنسپلس ہوتے ہیں اون کو اس بل میں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تجارت پیشہ طبقہ میں بعض پلاک شیب (Black shape) بھی ہوتے ہیں اور یہ میں مانتا ہوں کہ اون پر کنٹرول کرنے کے لئے ہم یہ بل لا رہے ہیں لیکن اس بہانے سے بعض اسٹابلسڈ پرنسپلس کو الٹ پلٹ کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے۔ کرمنالوجی کا صاف اور سیدھا اصول یہ ہے کہ ہر شخص بیگناہ ہوتا ہے تاوقتیکہ اوس کے خلاف کوئی الزام ثابت نہ کیا جائے۔ یہاں پراسیکیوشن کے لئے سرسری طور پر ثابت کرنے کے لئے ایک سہولت بخش پرنسپل رکھا گیا۔ وہ یہ کہ معمولی طور پر کسی اکسپرٹ کی اوپینین لے لی جائے گی اور وہ شامل مثل کردی جائے گی۔ اوس کی بنا پر کوئی شخص پندرہ سو روپیہ جرمانہ کا مستوجب ہو جائے گا۔ یہ نہیں رہنا چاہئے تو میں یہ کہوں گا کہ اس اصول کو جو مسلمہ اصولوں کو الٹنے والا پراویژن ہے وہ اس میں رکھا گیا ہے۔ اس میں ترمیم کی سخت ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں یہ چند سرسری

آبزرویشنس (Observations) ہیں امید ہے کہ منسٹر صاحب اس کا تشفی بخش جواب دیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جیسا کہ اس جانب کے بعض آنریبل ممبرس نے بتایا کپاس کے گٹھوں میں جو خرابیاں ہوتی ہیں وہ انٹر نیشنل مارکٹ میں ہمارے ملک کی بدنامی کا باعث ہو رہی ہیں۔ لیکن اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کاٹن پرسنگ اینڈ جیننگ فیکٹریز میں جو مشینری ہے وہ اتنی پرانی ہو گئی ہے کہ اوس کو ری پلیس (replace) کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کو ری پلیس کرنے کے سلسلہ میں لیبر ڈپارٹمنٹ کی جانب سے جو کوشش کی جانی چاہئے یا جو وارننگ (Warning) اون کے مالکوں کو دی جانی چاہئے نہیں دی گئی یہی وجہ ہے کہ وہی پرانی مشینری وہاں کام کر رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بنولہ یا کاٹن سیڈ اچھی طرح صاف نہیں ہوتا۔ اوس کے علاوہ خراب مشینری کی وجہ سے کاٹن پر تیل کے دھبہ وغیرہ آ جاتے ہیں اور وہ بجائے کاٹن کے کاٹن کا کیک بن جاتی ہے۔ اگر آنریبل موور آف دی ہل اون مشنریز کو ری پلیس کرنے کی جانب توجہ کریں تو ہماری کپاس بدنامی سے بچ سکتی ہے۔ لیکن اس خصوص میں اس بل میں ہم کوئی چیز نہیں پا رہے ہیں۔ ان چند آبزرویشنس کے تشفی بخش جوابات کی امید کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

* شری جی۔ گوپال راؤ (پاکھال) :- جو بل ایوان کے سامنے لایا جا رہا ہے

وہ کاٹن جیننگ اینڈ پرسنگ فیکٹریز کے مالکوں کے سلسلہ میں لایا جا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ انٹر نیشنل پلین پر ہندوستان کی تجارتی ساکھ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں محض قانون بنانے سے کہ اگر فیکٹریز کے مالک فلاں فلاں غلطی کریں تو سزا دی جائے گی اصل مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ میں مانتا ہوں کہ فیکٹریز کے اونرس یہ تمام چیزیں کرنے والے ہیں یا کر رہے ہیں۔ خاص اپنے فائدے کے لئے بعض لوگ ناجائز طور پر یہ چیزیں کرتے ہیں لیکن بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اچھی طرح کام کرنا چاہتے ہیں لیکن اپنی معاشی مشکلات کی وجہ سے اپنی کوئی فیکٹری نہیں رکھ سکتے۔ باہر کے مالک سے ہماری جو تجارت ہے اوس کے موضوع پر بحث کرنا ہمارے اس ایوان کے اسکوپ (Scope) سے باہر ہے۔ اس پر پارلیمنٹ میں بحث ہو سکتی ہے۔ کاٹن پر آئیل کا جو دھبہ آتا ہے۔

یا اوس میں جو دوسرا میٹریل ملایا جاتا ہے اوس کی وجہ کیا ہے۔ ہو سکتا ہے چند مالکان فیکٹری اپنے فائدے کے لئے کچھ خراب قسم کا میٹریل اوس میں ملاتے ہوں۔ لیکن ہر مالک تو اس طرح نہیں کر سکتا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے پچاس سال پہلے جو مشینری لائی گئی تھی وہی اب تک کام کر رہی ہے۔ اون کے مالکوں کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ وہ دوسری مشینری خرید سکیں۔ اگرچہ اس بل پر بحث کرتے وقت اون کو اس قسم کی اسامد دینے کا سوال پیدا نہیں ہو سکتا لیکن گورنمنٹ کے سامنے یہ مسئلہ بھی ضرور رہنا چاہئے کہ اون لوگوں کو کس طرح مدد دی جاسکتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں کر رہی ہے۔ ہمارے پاس جو آئی۔ ٹی۔ ینف

मوجود है। उस की जाँच से ऐसे ही लोगों को कर्ज़ दे दिया गया है जो दीवालियाँ निकल चुके हैं। अगर उन की मेसारी हालत को दुरुस्त करने के लिये भी कौन ब्राउज़न लाया जाता तो अग्रसार नहीं होसकता था - लेकिन इस ब्ल के दिकहेने से ये वास्तव होता है कि बाहर की मार्केट में हमारी काँचन की साके करने की वजह से इस ब्ल को लाया जा रहा है और इस में ये रकहा जा रहा है कि अगर कौन शख्स खराब मिथ्रिल की मलावट करे तो पन्दरे सु या पान्च सु रोज़िह ज़माने किया जायेगा - लेकिन में कहों गा कि मेसारी कानून बना देने से ये चीज़ दूर नहीं होसकती - बल्कि ज़िसाके एक आरिबल मेम्बर ने फ़रमाया कि शतकारों का प्रोव्किशन करना ज़रूरी है - और उस के साथ साथ चहूँ चहूँ सरमायेदारों को उन के पास नई मेसरी को री प्लिस करने की استطاعت नहीं है मदद देना चाहते - हमारी कपास की त्जारी का हल्ले बेत ही म्दुद है शर्फ जापान - अमेरिका या अंग्लिन्ड ही को हमारा माल बेहिजा जाता है - और वह भी खास खास शरुतों के त्त - आदानीह त्जारी नहीं होसकती - इस लिये ज़रूरत इस अर की है कि ओन लोगों की मेसारी मुशकलत को दूर करने के लिये गवर्नमेन्ट मोज़ुन अक्दाम करे - और आ - ई - यफ से याकसी दुसरे फंड से ओन की मदद करे - ताकि वह अपने कारुबार को ठीक तरीक़े पर चला सकें - और हन्दुस्तान का नाम बाहर की मार्केटों में बरुवार रह सके - में इस ब्ल की म्खालफ़त नहीं कर रहा हूँ बल्कि ये सैनिड भी पेश नज़र रक्खना चाहते - अतः अरज़ करते हुये में अपनी त्तबिर ख़तम करता हूँ -

श्री. रूख्माजी धोंडीबा पाटील (आष्टी) :—अध्यक्ष महोदय, यह जो बिल आज यहां पर लाया गया है वह काश्तकारों के लिये ज़्यादा फायदे का होनेवाला है। ज़्यादा तर काश्तकारों पर इसका असर होता है। पहले जमाने में कपास की पैदावार काश्तकार करता था और उसका कपडा भी काश्तकार ही बनाता था, जैसे कि महात्मा गांधीजी ने हमें चरखा चलाने के लिये कहा वैसे ही उस जमाने में काश्तकार यह सब काम करता था और उससे उसे रोजी मिलती थी। कपास के बीज निकालने का काम भी काश्तकार अपने घर में करता था, लेकिन बाद में पैसेवाले लोग आगये और उनहोंने बाहर से मशिनरी मंगवाकर जिनिंग और प्रेसिंग की फैक्टरीज शुरू कीं और काश्तकारों का यहां का धंधा मर गया। नतीजा इसका यह हुआ कि काश्तकार बेरोजगार होगये। जिस तरहसे अच्छे धी में बिजिटैबल धी की मिलावट के बारे में बंबई सरकार ने कायदा बनाया है उसी तरह से इस कानून में भी करना चाहिये। आज कपास में ये बड़े बड़े लोग बहुत मिलावट करते हैं और अक तरह का अच्छा कपास मिलता ही नहीं जितनाही नहीं बल्कि कपास लगाने के लिये जो अच्छे और अक तरह के बीज मिलने चाहिये वह भी नहीं मिलते हैं। उसमें भी मिलावट रहती है। जिसके कारण कपास भी अच्छी और अक किसम की नहीं मिलती है। हातसे करंधे से निकाला हुवा बीज आज कहीं भी नहीं मिलता है। नमुना अक बीज का बताते हैं और जब बीज खरीदने के लिये जाते हैं तो दूसरे ही तरह का बीज दिया जाता है। इस पर पाबंदी रखने के लिये और कप.स.की जो मिलावट होती है जिसकी वजह से बाहर देश में हमारे मालका कदर कम होती जा रही हैं, उसको रोकने के लिये यह बिल लाया गया है। यह बहुत अच्छा हुवा। कपास की कमी जातियां हैं और हरअक किसम का अच्छा कपास ही बाहर जाये और इसमें मिलावट न हो, इस लिये इस तरह का कानून

लानेकी बहुत जरूरत थी, और जो बीज मिलता है वह भी अच्छा मिलना चाहिये। फॅक्टरियों में सच्चा घंदा करनेवाले लोग तो बहुत ही कम होते हैं। इस लिये अंस। कानून लाने की बहुत जरूरत थी। मैं यह कहना चाहता हूं कि गव्हर्नमेंट को काश्तकारों के फायदे के लिये भी सोचना चाहिये। काश्तकार को आज जो मिल से बीज मिलता है, उसमें मिलावट नहीं होनी चाहिये, इसके लिये भी कानून बनाने की जरूरत है। क्योंकि आज काश्तकारों को अच्छा बीज नहीं मिलता, इस लिये उनके पास फसल अच्छी नहीं आती है। जरीला, या दुसरा अच्छा बीज बताकर उसमें दूसरा कोबी बीज मिलाया जाता है और बेचा जाता है। कपास की जब गाठ बांधी जाती है तब उसमें हलका कपास मिलाकर गांठ बनायी जाती है। उससे अन्हें ज्यादा पैसा मिलता है और ज्यादा फायदा होता है। भांडवलदारी पेशे के जो लोग हैं उनके उपर इस कानून से पाबंदी होगी। उनके उपर ज्यादा टॅक्स बिठाया जाना चाहिये, यह मेरा सजेशन है। ऑनरेबल मुव्हर ऑफ दी विल ने यह बहुत ही अच्छा बिल हाउस के सामने लाया है। अन्हें इसके लिये मुबारिक बाद देते हुअे मैं अपना भाषण समाप्त करता हूं।

श्री. भगवानराव गांजवे (नांदेड) :—अध्यक्ष महोदय, इस बिल में जो फॅक्टरी ओनर्स या कारखानदार लोग हैं, अन्हें ही गुनाहगार माना गया है, लेकिन मैं यह कहना चाहता हूं कि कारखानदार लोग मिक्चर करनेवाले नहीं होते हैं। ग्राइंडिंग मिल (Grinding Mill) वाले जो लोग होते हैं वे किसी भी तरह का मिक्चर नहीं करते हैं। इस लिये यह मिक्चर करने की जिम्मेदारी कारखानदार पर आयद नहीं हो सकती। जो कपास खरेदी करने वाले लोग होते हैं वे ही ज्यादा भाव मिलने के लिये अच्छे कपास में खराब प्रकार का कपास मिलाकर फिर जिनींग के लिये या प्रेसिंग के लिये लाते हैं। इनफिरीयर क्वालिटी (Inferior quality) का कपास सुपीरियर क्वालिटी (Superior quality) में मिलाकर ही कारखाने में लाया जाता है। इसके लिये कारखानदार कैसे जिम्मेदार हो सकता है ?

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :- جائنہ مارکٹ میں تو دلال وہی لوگ ہیں۔ اڑتیه بھی وہی لوگ ہیں اور کپاس بھی وہی لوگ خریدتے ہیں۔

श्री. भगवानराव गांजवे :—यह आपकी गलत फहमी है। मैं भी अक कपास का बेपारी हूं और उस का बेपार करता हूं। मैं अच्छी तरह जानता हूं।

شری بی۔ ڈی۔ دیشمکھ :- تو آپ معمولی تجارت کرتے ہونگے۔

श्री. भगवानराव गांजवे :—मामूली तिजारत नहीं करता हूं। मेरी काफी तिजारत है। कारखानदार इसके लिये कैसे जिम्मेदार हो सकते हैं, यह मेरी समझ में नहीं आया। बेपारी ही अनफिरीयर क्वालिटी मिलाते हैं, कारखानदारों को इसके लिये जिम्मेदार नहीं समझा जा सकत। यह मैं आपके सामने रखना चाहता हूं।

Announcement by the Chair

Mr. Deputy Speaker : There are some announcements to be made.

The first is that Amendments to L. A. Bill No. XXVI of 1954, the Hindu Women's Rights to Property (Extension to Agricultural Lands) Bill 1954, to be given by 12 noon tomorrow the 7th September, 1954.

The second announcement is that the Business Advisory Committee at its meeting to-day decided as follows :—

1. The House will meet on 8th September, 1954 at 9 a.m. instead of 2-30 p.m. and will work till 12-30 p.m.
2. There will be no meeting on 10th and 11th September and the House will meet at 2-30 p.m. on 13th September.
3. The Private Members' Business day scheduled for 11th September has been postponed to 20th September and 21st Sept. will also be a Private Members' Business day.

The House then adjourned till Half Past Two of the Clock on Tuesday, the 7th September, 1954.

